العصر اسلامک ریسرچ جرنل

AL-ASR Islamic Research Journal

Publisher: Al-Asr Research Centre, Punjab Pakistan
E-ISSN 2708-2566 P-ISSN2708-8786
Vol.02, Issue 04 (October-December) 2022
HEC Category "Y"
https://alasr.com.pk/ojs3308/index.php/alasar/index

Title Detail

Urdu/Arabic: نماز میں قراءات سبعہ، قراءات ثلاثہ اور قراءات شاذ پڑھنے کا حکم مذاہب اربعہ کی روشنی میں

English: **Injunctions pertaining to the recitation of Qira'at-e-Sab'aa, Qira'at-e- Salasa and Qira,at-e- Shazz during Salah In the view of four major schools of thoughts**

Author Detail

1. Dr. Nisar Akhtar
Assistant Professor, Islamic Studies
Iqra University Main Campus, Karachi - Pakistan.
E-mail: nisar.akhtar@iqra.edu.pk

2. Dr Noor Wali Shah
Assistant Professor, Islamic Studies, NUML Islamabad
E-mail: noor.walishah@numl.edu.pk

3. Dr. Saeed Ahmad
Lecturer, Islamic Studies, NUML Islamabad
E-mail saeed.ahmad@numl.edu.pk

How to cite:
Dr. Nisar Akhtar, Dr Noor Wali Shah, and Dr. Saeed Ahmad. 2022. " نماز میں قراءات سبعہ، قراءات ثلاثہ اور قراءات شاذ پڑھنے کا حکم مذاہب اربعہ کی روشنی میں: Injunctions Pertaining to the Recitation of Qira'at-E-Sab'aa, Qira'at-E- Salasa and Qira,at-E- Shazz During Salah In the View of Four Major Schools of Thoughts". AL- ASAR Islamic Research Journal 2 (4). https://alasr.com.pk/ojs3308/index.php/alasar/article/view/74.

Copyright Notice:
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 3.0 License.

نماز میں قراءات سبعہ، قراءات ثلاثہ اور قراءات شاذ پڑھنے کا حکم مذاہب اربعہ کی روشنی میں

Injunctions pertaining to the recitation of Qira'at-e-Sab'aa, Qira'at-e- Salasa and Qira,at-e- Shazz during Salah In the view of four major schools of thoughts

Dr. Nisar Akhtar
Assistant Professor, Islamic Studies
Iqra University Main Campus, Karachi - Pakistan.
E-mail: nisar.akhtar@iqra.edu.pk
Dr Noor Wali Shah
Assistant Professor, Islamic Studies, NUML Islamabad
E-mail: noor.walishah@numl.edu.pk
Dr. Saeed Ahmad
Lecturer, Islamic Studies, NUML Islamabad
E-mail saeed.ahmad@numl.edu.pk

Abstract

Allah almighty revealed the holy Quran to Prophet (SAW) for the guidance of entire humanity, and He made the recitation of the holy Quran a means of earning reward and an essential part of prayer (namaz). Therefore recitation of Quran is an integral part of Salah, without which Salah is not accepted. As the holy Qur'an was revealed in the dialect of Quraish, some of the Arab tribes found it difficult to read because their dialects were different. By the command of Allah, the holy Prophet (SAW) taught Qur'an to these tribes in their dialects and allowed them to read the holy Quran in their own dialects, so the people of his Ummah could recite it with easement. In this article we have discussed the commandments of Shariah about reciting different recitations (Qira'at) during prayer. Qira'at-e-Saba were allowed by the all jurists of the four schools of thought, although they said that one should recite the holy Quran in those dialects which are known to people but on the other side Imams (experts in knowledge of tajweed and Qira'at) said that we can recite any Qira'at which was allowed by Prophet SAW. There are three more recitation styles known as Qira'at-e- Salasa. According to most jurists, it is permissible to recite these Qira'at in prayer, while according to some other jurists, it is not permissible. There are four dialects of recitation known as Qira'at-e-Shaaz and they are not allowed by all jurists and scholar of Qira'at. This article is based on those debates related to Quranic recitation, their dialects and the differences among the jurists and the scholars of Qira'aat.

Keywords: Integral, dialect of Quraish, tribes, essential part , Qira'at-e-Sab'aa, Qira'at-e- Salasa, Qira'at-e-Shaaz, jurists, permissible, Quranic recitation

اللہ رب العزت نے امت محمدیہ ﷺ کی ہدایت کیلئے اپنے محبوب نبی ﷺ پر لاریب کتاب قرآن مجید نازل فرمایا، اور اس عظیم کتاب کو عظیم عبادت یعنی نماز کا ایک جز ٹھہرایا، تاکہ بندوں کو اپنے معبودِ برحق سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل ہوتا رہے، اور دونوں جہان کی کامیابی اور کامرانی یقینی ہو جائے۔

نماز کے چند بنیادی ستون ہیں جن پر نماز کی عمارت قائم ہے، اگر ان میں سے کوئی ایک ستون بھی گر جائے تو نماز کی عمارت کی بقا ناممکن ہو جائیگی، ان کو فرائضِ نماز اور ارکانِ نماز بھی کہتے ہیں، مثلاً تکبیرِ تحریمہ، قیام، رکوع، سجدہ وغیرہ، انہی میں سے ایک ستون قراءت ہے، قرآن مجید کی قراءت نماز کے ارکان میں سے ایک بنیادی رکن ہے اور کوئی بھی نماز قراءت کے بغیر تکمیل نہیں پا سکتی، چاہے وہ فرض نماز ہو یا سنن و نوافل، الّایہ کہ کوئی عذر لاحق ہو مثلاً گونگا ہو وغیرہ، اس سے نماز میں قراءتِ قرآن مجید کی اہمیت خوب واضح ہو جاتی ہے۔

نماز میں قراءت سے متعلق بیش بہا مسائل ہیں، ان سب کا احاطہ تقریباً ناممکن ہے، کیونکہ ہر روز نت نئے مسائل سامنے آتے ہیں، تاہم ان میں سے بعض مسائل ایسے ہیں جو یا تو ہر روز کی نمازوں کا حصہ ہیں، یا کم از کم اکثر و بیشتر واقع ہوتے ہیں، ان مسائل کا جاننا ایک مسلمان شخص کیلئے انتہائی ضروری ہے، کیونکہ ان مسائل کا تعلق براہِ راست نماز سے ہے، اور نماز اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک بنیادی رکن ہے، اور ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

قراءت کے مسائل امت مسلمہ کیلئے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں، ان میں بعض ایسے مسائل بھی ہیں جن پر نماز کی صحت و فساد کا دار و مدار ہے، اگرچہ امتِ مسلمہ کی ایک بہت بڑی جماعت ان مسائل سے ناواقف ہے، کیونکہ بعض حضرات ان مسائل کو سیکھنا اس لئے ترک کر دیتے ہیں کہ ان کے خیال کے مطابق یہ انتہائی مشکل ہیں جبکہ بعض الناس کے ہاں قراءت صرف قرّاءِ کرام کا فن ہے، اس لئے ہمیں سیکھنے کی ضرورت نہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان مسائل کا جاننا ہر شخص کی ضرورت ہے کیونکہ یہ مسائل ہر روز کے پیش آمدہ ہیں۔

قراءت کے مسائل کی اس قدر اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر اس آرٹیکل میں قراءت کے ایک اہم مسئلہ پر بحث کی گئی ہے، وہ مسئلہ یہ ہے کہ وہ قراءات جن کا ثبوت آپ ﷺ سے تواتر کے ساتھ ہیں اور وہ قراءات جو کہ شاذ ہیں ان کو نماز میں پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اور اگر کوئی شخص ان میں سے کسی قراءت کو نماز میں پڑھ لے تو آیا اس کی نماز صحیح ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ مذاہب اربعہ کی روشنی میں دلائل کے ساتھ اس مسئلہ پر بحث کی گئی ہے، مذکورہ مسئلہ پر براہ راست بحث سے پہلے علم قراءات کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

علم قراءات کی تعریف۔

علم قراءت وہ علم ہے جس سے کلمات قرآنیہ میں قرآن مجید کے ناقلین کا وہ اتفاق اور اختلاف معلوم ہوتا ہے جو آپ ﷺ سے سننے کی بناء پر ہے، اپنی رائے کی بناء پر نہیں۔

علم قراءت کا موضوع:

علم قراءت کا موضوع قرآن مجید کے کلمات ہیں، کیونکہ اس علم میں ان کلمات کے تلفظ کے حالات سے بحث کی جاتی ہے۔

علم قراءت کا ثمرہ:

اس علم کے ذریعہ قرآن مجید تبدیل اور غلطی سے محفوظ رہتا ہے، اور ائمہ کی سب قراءتیں بھی معلوم ہو جاتی ہیں۔

علم قراءت کا حکم:

اس علم کا سیکھنا اور سکھانا واجب علی الکفایہ ہے، پس اگر کوئی ایک بھی نہ سیکھے گا تو سب گناہ گار ہونگے۔[1]

قراءات کی اقسام:

قراءات کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) قراءات سبعہ۔

(۲) قراءات ثلاثہ۔

ان دونوں اقسام کو قراءات متواترہ کہتے ہیں۔

(۳) قراءات شاذہ۔

قراءات متواترہ کی تعریف۔

قرأت متواترہ کی تعریف امام جزری رحمہ اللہ نے منجد المقرئین میں ذکر کی ہے، حضرت نے فرمایا کہ

كل قراءة وافقت العربية مطلقا، ووافقت أحد المصاحف العثمانية ولو تقديرا وتواتر نقلها، هذه القراءة المتواترة المقطوع بها. ومعنى "العربية مطلقا" أي ولو بوجه من الإعراب2

قراءات شاذہ۔

قراءات شاذہ کی تعریف علامہ جزریؒ نے یہ بیان فرمائی ہے:

ما وافق العربية وصح سنده، وخالف الرسم من زيادة ونقص وإبدال كلمة بأخرى، ونحو ذلك مما جاء عن أبي الدرداء وعمر وابن مسعود وغيرهم، فهذه القراءة تسمى اليوم شاذة؛ لكونها شذت عن رسم المصحف المجمع عليه-3

ترجمہ: وہ قراءات جو عربی قواعد کے موافق ہو اور اس کی سند بھی صحیح ہو، لیکن رسم عثمانی کے مخالف ہو، کسی حرف کی کمی وزیادتی میں یا ایک کلمہ کا دوسرے کلمہ کے ساتھ ابدال میں، یا اسی طرح کسی اور چیز میں رسم کی مخالفت ہو جیسا کہ ابو الدرداءؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور دوسرے حضرات سے منقول کوئی قراءت ہیں، ان قراءات کو آج کل قراءات شاذہ کہتے ہیں، اس لئے کہ ان میں اس متفقہ قبول شدہ رسم سے انحراف کیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا اقسام میں سے اب ہر ایک قسم سے متعلق الگ الگ نماز کا حکم مذاہب اربعہ کی روشنی میں بیان کیا جاتا ہے۔

قراءات سبعہ کو نماز میں پڑھنے کا مسئلہ

قراءات سبعہ حضرت امام نافعؒ، امام ابن کثیر مکیؒ، امام ابو عمر بصریؒ، امام ابن عامر شامیؒ، امام عاصمؒ، امام حمزہؒ اور امام کسائیؒ کی قراءات ہیں، ان ائمہ کرام کے قراءات کو نماز میں پڑھنے پر تمام فقہاء کا اتفاق ہیں، جمہور فقہاء کرام کا مسلک یہ ہے کہ قراءات سبعہ میں سے ہر ایک قاری کی قراءت میں نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، اور اس میں سے ہر ایک قراءت قطعیت میں دوسرے کے مساوی ہے، یعنی بالاجماع ساتوں قراءات قطعی اور متواتر ہیں، ذیل میں ہم قراءات سبعہ کو نماز میں پڑھنے سے متعلق مذاہب اربعہ سے تعلق رکھنے والے مختلف فقہاء کرام کے عبارات ذکر کرتے ہیں۔

فقہائے احناف رحمہم اللہ کے اقوال

(۱)۔۔۔ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ:

"ماہر علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جو وجوہ اور قراءات شاطبیہ میں بیان کی گئی ہیں وہ یقینی طور پر متواتر ہیں، اور عثمانی مصاحف کی رسم کے موافق اور صرفی ونحوی قواعد کے مطابق ہیں۔"4

(۲)۔۔۔علامہ علاؤالدین الحصکفیؒ نے الدر المختار میں ذکر کیا ہے کہ قراءات سبعہ کو نماز میں پڑھنا جائز ہے، عبارت یہ ہے۔

وَيَجُوزُ بِالرِّوَايَاتِ السَّبْعِ، لَكِنْ الْأَوْلَى أَنْ لَا يَقْرَأَ بِالْغَرِيبَةِ عِنْدَ الْعَوَامّ صِيَانَةً لِدِينِهِمْ-5

(۳)۔۔۔علامہ ابن عابدین شامیؒ نے اس عبارت کی تشریح میں فرمایا کہ علمائے اصول کے ہاں صرف قراءات سبعہ کو نہیں بلکہ قراءات عشرہ(یعنی قراءات سبعہ اور ثلاثہ) کو بھی نماز میں پڑھنا جائز ہے،عبارت کے آخر میں علامہ شامیؒ نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ مذکورہ دس قراءتوں میں سے ہر قراءت صحیح بھی ہے اور فصیح بھی ہے،علامہ شامیؒ کی ذکر کردہ عبارت یہ ہے۔

(قَوْلُهُ وَيَجُوزُ بِالرِّوَايَاتِ السَّبْعِ) بَلْ يَجُوزُ بِالْعَشْرِ أَيْضًا كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ أَهْلُ الْأُصُولِ ط (قَوْلُهُ بِالْغَرِيبَةِ) أَيْ بِالرِّوَايَاتِ الْغَرِيبَةِ وَالْإِمَالَاتِ لِأَنَّ بَعْضَ السُّفَهَاءِ يَقُولُونَ مَا لَا يَعْلَمُونَ فَيَقَعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالشَّقَاءِ، وَلَا يَنْبَغِي لِلْأَئِمَّةِ أَنْ يَحْمِلُوا الْعَوَامَّ عَلَى مَا فِيهِ نُقْصَانُ دِينِهِمْ، وَلَا يَقْرَأُ عِنْدَهُمْ قِرَاءَةَ أَبِي جَعْفَرٍ وَابْنِ عَامِرٍ وَعَلِيِّ بْنِ حَمْزَةَ وَالْكِسَائِيِّ صِيَانَةً لِدِينِهِمْ فَلَعَلَّهُمْ يَسْتَخِفُّونَ أَوْ يَضْحَكُونَ وَإِنْ كَانَ كُلُّ الْقِرَاءَاتِ وَالرِّوَايَاتِ صَحِيحَةً فَصِيْحَةً۔6

(۴)۔۔۔فتاوی ہندیہ میں بھی قراءات سبعہ کو نماز میں پڑھنے سے متعلق جواز کا حکم دیا گیاہے،عبارت یہ ہے۔

قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ بِالْقِرَاءَاتِ السَّبْعَةِ وَالرِّوَايَاتِ كُلِّهَا جَائِزَةٌ وَلَكِنِّي أَرَى الصَّوَابَ أَنْ لَا يَقْرَأَ الْقِرَاءَةَ الْعَجِيبَةَ بِالْإِمَالَاتِ وَالرِّوَايَاتِ الْغَرِيبَةِ كَذَا فِي التَّتَارْخَانِيَّةِ-7

ترجمہ:قرآن مجید کی قراءت کرنا قراءات سبعہ اور اس کے تمام روایات میں جائز ہے،لیکن میرے نزدیک درست بات یہ ہے کہ وہ قراءات عجیبہ جس میں زیادہ تر امالہ جات ہوں یاوہ روایات جو نادر ہوں ان کو نماز میں نہیں پڑھنی چاہئے،یہی تفصیل فتاوی تاتار خانیہ میں بھی مذکور ہے۔

فقہائے شوافع رحمہم اللہ کے اقوال۔

(۱)۔۔۔نماز میں قراءات سبعہ کے جواز پر فقہ شافعی میں بھی کافی تفصیلی بحث کی گئی ہے،فقہ شافعیؒ کی مشہور کتاب المجموع شرح المہذب میں مذکور ہے کہ:

قال أصحابنا وغيرهم تجوز القراءة في الصلاة وغيرها بكل واحدة من القراءات السبع ولا تجوز القراءة في الصلاة ولا غيرها بالقراءة الشاذة لانها ليست قرآنا فان القرآن لا يثبت الا بالتواتر وكل واحدة من السبع متواترة هذا هو الصواب الذى لا يعدل عنه ومن قال غيره فغالط أو جاهل-8

ترجمہ:ہمارے اصحاب اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ نماز کے اندر اور باہر دونوں حالات میں قراءات سبعہ میں سے کوئی سی قراءت کرنا جائز ہے،اور قراءت شاذہ میں سے کوئی قراءت پڑھنا نماز یا خارج نماز میں جائز نہیں،اس لئے کہ قراءات شاذہ قرآن نہیں،قرآن صرف تواتر سے ثابت ہوتا ہے،اور قراءت سبعہ میں سے ہر

قراءت متواتر ہے۔ یہی وہ قول ہے جو درست ہے اور اس سے عدول نہیں کیا جا سکتا، اور جو کوئی اس کے علاوہ کوئی دوسری بات کہے تو وہ غلطی پر ہے یا جاہل ہے۔

یہ عبارت اس بات کی دلیل ہے کہ شوافع کے ہاں بھی قراءات سبعہ متواتر ہیں، اور ان کو نماز میں پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔

(۲)۔۔۔فقہ شافعی کی مستند کتاب حواشي الشرواني والعبادي میں مذکور ہے۔

وَفِي التِّبْيَانِ لِلْمُصَنِّفِ مَا نَصُّهُ فَصْلٌ يَجُوزُ قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ بِالْقِرَاءَاتِ السَّبْعِ الْمُجْمَعِ عَلَيْهَا وَلَا تَجُوزُ بِغَيْرِ السَّبْعِ وَلَا بِالرِّوَايَاتِ الشَّاذَّةِ الْمَنْقُولَةِ عَنْ الْقُرَّاءِ السَّبْعَةِ9

فقہائے مالکیہ رحمہم اللہ کے اقوال

فقہ مالکیہ کی مشہور کتاب حاشیۃ الصاوی علی شرح الصغیر میں قراءات سبعہ کو نماز میں پڑھنے سے متعلق مذکور ہے کہ:

قَالَ شَيْخُنَا فِي تَقْرِيرِهِ: الْحَقُّ أَنَّ الْقِرَاءَةَ الْمُلَفَّقَةَ مِنْ الْقِرَاءَاتِ السَّبْعِ الْجَارِيَةِ عَلَى أَلْسِنَةِ النَّاسِ جَائِزَةٌ لَا حُرْمَةَ فِيهَا وَلَا كَرَاهَةَ، وَالصَّلَاةُ بِهَا لَا كَرَاهَةَ فِيهَا-10

ترجمہ: ہمارے شیخ نے اپنے تقریر میں فرمایا ہے کہ بے شک وہ قراءات جو قراءات سبعہ میں سے ہو، لوگوں کے زبانوں پر جاری ہو اس کو پڑھنا جائز ہے، اور اس کے پڑھنے میں کوئی حرمت یا کراہت نہیں، اور اس کے پڑھنے سے نماز میں کوئی کراہت نہیں آتی۔

فقہ مالکیہ سے یہ روایت ماخوذ ہے کہ چاہے فرض نماز ہو یا نفل ان میں صرف وہ قراءت پڑھنا جائز ہے جو مصحف عثمانی کے مطابق ہو، اگر کوئی قراءت مصحف عثمانی کے مطابق نہ ہو تو اس کو کسی بھی نماز میں پڑھنا جائز نہیں، چاہے وہ قراءت آپ ﷺ کی طرف منسوب ہو یا کسی صحابیؓ کی طرف اس کی نسبت کی گئی ہو-11

اب چونکہ قراءات سبعہ میں سے ہر قراءت مصحف عثمانی کے مطابق ہے اس لئے فقہائے مالکیہ کے ہاں ان کو نماز میں پڑھنا بلا کسی کراہت کے جائز ہے۔

فقہائے حنابلہ رحمہم اللہ کے اقوال

حضرات حنابلہ کے ہاں نماز میں ہر وہ قراءت جائز ہے جو مصحف عثمانی کے موافق ہو، چاہے وہ قراءات عشرہ میں سے ہو یا قراءات عشرہ کے علاوہ ہو مگر مصحف عثمانی کے موافق ہو، اسی کو درج ذیل عبارت میں بیان کیا گیا ہے:

وَقَوْلُهُ (وَإِنْ قَرَأَ بِقِرَاءَةٍ تَخْرُجُ عَنْ مُصْحَفِ عُثْمَانَ لَمْ تَصِحَّ صَلَاتُهُ) وَتَحْرُمُ؛ لِعَدَمِ تَوَاتُرِهِ، وَهَذَا الْمَذْهَبُ، وَعَلَيْهِ جَمَاهِيرُ الْأَصْحَابِ وَجَزَمَ بِهِ فِي

الْوَجِيزِ، وَالْإِفَادَاتِ، وَالْمُنَوِّرِ، وَالْمُنْتَخَبِ، وَغَيْرِهِمْ وَقَدَّمَهُ فِي الْهِدَايَةِ، وَالْخُلَاصَةِ وَالرِّعَايَتَيْنِ، وَالْحَاوِيَيْنِ،

تَنْبِيهٌ: ظَاهِرُ كَلَامِ الْمُصَنِّفِ: صِحَّةُ الصَّلَاةِ فِيمَا فِي مُصْحَفِ عُثْمَانَ، سَوَاءٌ كَانَ مِنْ الْعَشَرَةِ أَوْ مِنْ غَيْرِهَا، وَهُوَ صَحِيحٌ، وَهُوَ الْمَذْهَبُ الْمَنْصُوصُ عَنْهُ وَقَطَعَ بِهِ الْأَكْثَرُ، وَعَنْهُ لَا يَصِحُّ مَا لَمْ يَتَوَاتَرْ، حَكَاهَا فِي الرِّعَايَةِ.12

حنابلہ کے ہاں اس مسئلہ میں کسی قدر توسع سے کام لیا گیا ہے، یعنی اگر کوئی قراءت غیر متواتر ہو لیکن وہ مصحف عثمانی کے موافق ہو تو حنابلہ کے ہاں اس کو بھی نماز میں پڑھنا جائز ہو گا، تاہم بعض فقہاء حنابلہ کی رائے یہ ہے کہ نماز کی صحت کیلئے ضروری ہے کہ وہ قراءت مصحف عثمانی کے موافق ہونے کے ساتھ ساتھ متواتر بھی ہو۔

یہاں جو چیز قابل بحث ہے وہ یہ کہ آیا قراءات سبعہ امام احمد بن حنبل کے ہاں نماز میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ امام احمدؒ بن حنبل کے ہاں قراءات سبعہ نماز میں پڑھنا جائز ہے، اس کی دو وجوہات ہیں۔

(ا)۔۔۔پہلی وجہ یہ ہے کہ حنابلہ کے ہاں جو قراءت مصحف عثمانی کے موافق ہو اس کو نماز میں پڑھنا جائز ہے، اس شرط پر قراءات سبعہ بطریق اولی ثابت آتی ہے، اس لئے کہ قراءات سبعہ میں سے ہر ایک قراءت نہ صرف مصحف عثمانی کے موافق ہے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ قواعد عربیت کے بھی موافق ہے اور تواتر کی صفت کے ساتھ بھی متصف ہے۔

(۲)۔۔۔دوسری وجہ یہ ہے کہ قراءات سبعہ میں سے اکثر قراءات کے پڑھنے کو خود حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اختیار فرمایا تھا، چنانچہ کشف القناع میں مذکور ہے کہ حضرت امام احمدؒ نے اولاً حضرت امام نافعؒ کی قراءت کو اختیار فرمایا، اس کے بعد حضرت امام عاصمؒ کی قراءت کو اختیار فرمایا، عبارت یہ ہے:

(وَتَصِحُّ) الصَّلَاةُ (بِمَا وَافَقَ الْمُصْحَفَ) الْعُثْمَانِيَّ. (وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ الْعَشَرَةِ نَصًّا) (وَاخْتَارَ) الْإِمَامُ أَحْمَدُ (قِرَاءَةَ نَافِعٍ مِنْ رِوَايَةِ إسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ) لِأَنَّ إسْمَاعِيلَ قَرَأَ عَلَى شَيْبَةَ شَيْخِ نَافِعٍ (ثُمَّ قِرَاءَةَ عَاصِمٍ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي عَيَّاشٍ) لِأَنَّهُ قَرَأَ عَلَى أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، وَقَرَأَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَلَى عُثْمَانَ وَعَلَى زَيْدٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ. وَظَاهِرُ كَلَامِ أَحْمَدَ أَنَّهُ اخْتَارَهَا مِنْ رِوَايَةِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ وَهُوَ أَضْبَطُ مَنْ أَخَذَ عَنْهُ مَعَ عِلْمٍ وَعَمَلٍ وَزُهْدٍ،13

اس کے علاوہ ایک دلیل یہ ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے ایک دفعہ میمونیؒ نے دریافت فرمایا کہ آپ ہمارے لئے کسی قراءت کا انتخاب فرمائیں تا کہ ہم اسی قراءت میں تلاوت کرتے رہیں، اس کے جواب میں حضرت امام احمدؒ نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے حضرت ابو عمر بصریؒ کی قراءت کو پڑھنے کیلئے منتخب کرتا ہوں، اس لئے کہ وہ قراءت لغت قریش میں نازل ہوئی، اس کے علاوہ اس کی قراءت ان صحابہ کے لغت میں نازل ہوئی جو کہ فصیح اللسان تھے۔[14]

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ خود بھی نماز میں قراء سبعہ پڑھتے تھے، اور دوسرے حضرات کیلئے بھی انہی قراءات کو منتخب فرماتے تھے۔

امام ابن تیمیہ کی رائے:

امام ابن تیمیہؒ نے مختلف قراءات کو نماز میں پڑھنے سے متعلق فرمایا کہ:

وتجوز القراءة بالصلوة وخارجها بالقراءات الثابتة لرسم المصحف كما تثبت هذه القراءات وليست شاذة حينئذ-15

ترجمہ: نماز میں یا نماز کے علاوہ ہر دو حالت میں ان قراءات کی تلاوت بلاشبہ جائز ہے جو صحیح سند سے ثابت ہیں، اور مصاحف عثمانیہ کی رسم کے موافق ہیں، جیسا کہ یہ قراء تیں (قراءات عشرہ) ثابت ہیں اور شاذ نہیں ہیں۔

امام ابن تیمیہؒ مزید فرماتے ہیں کہ:

يجوز ان يقرأ بعض القرآن بحرف ابى عمرو،وبعضه بحرف نافع،سواء ذلك فى ركعه او ركعتين،وسواء كان خارج الصلوه او داخلها16

ترجمہ: جو شخص بعض قرآن مجید کو حضرت ابو عمرو بصریؒ کی قراءت میں پڑھتا ہے اور بعض قرآن مجید کو حضرت امام نافعؒ کی قراءت میں پڑھتا ہے تو اس کا یہ عمل جائز ہے، خواہ یہ شخص اس طرح ایک رکعت میں پڑھتا ہے یا دو رکعتوں میں پڑھتا ہے، اسی طرح چاہے نماز میں پڑھتا ہے یا نماز کے باہر، بہر صورت یہ جائز ہے۔

امام بغویؒ کی رائے:

امام بغویؒ نے نماز میں قراءات متواترہ پڑھنے کے جواز پر امت کا اجماع نقل کیا ہے۔[17]

فقہاء کا اتفاق:

الموسوعۃ الفقہیہ میں مذکور ہے کہ:

اتفق الفقهاء على جواز القراءات المتواترة فى الصلوة فى الجملة-

ترجمہ: فقہاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہیں کہ نماز میں قراءات متواترہ کی تلاوت جائز ہے۔

نتیجہ:

ائمہ اربعہ، دوسرے فقہاء کرام رحمھم اللہ علیہم، مفسرین کرام، قراء کرام اور دیگر تمام اہل علم طبقات اس امر پر متفق ہیں کہ نماز میں قراءات سبعہ کی تلاوت جائز ہے، ان میں سے ہر ایک قراءت قطعی اور متواتر ہے، اور ان میں سے کسی بھی قراءت کو دوسرے قراءت پر قطعیت یا تواتر میں کوئی برتری حاصل نہیں، یعنی نماز یا خارج نماز

بہر صورت ان میں سے ہر ایک قراءت پڑھنا درست ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

فقہاء کرام کی عبارات سے تو اگرچہ ہر جگہ یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قراءات سبعہ میں سے ہر ایک قراءت قطعی اور متواتر ہے اور ان کو نماز میں پڑھنا بھی جائز ہے، مگر اس کے ساتھ ساتھ بعض فقہاء کرام (خصوصا احناف اور حنابلہ) اس بات کا بھی مشورہ دیتے ہیں کہ ان قراءات سبعہ میں سے قراءات عجیبہ اور غیر مانوسہ کو نماز میں نہیں پڑھنی چاہیے، ذیل میں ہم چند عبارات بیان کرتے ہیں جن میں فقہاء کرام نے قراءات سبعہ میں سے بعض قراءات کو نماز میں پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(۱)۔۔۔فتاوی ہندیہ میں مذکور ہے کہ:

قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ بِالْقِرَاءَاتِ السَّبْعَةِ وَالرِّوَايَاتِ كُلِّهَا جَائِزَةٌ وَلَكِنِّي أَرَى الصَّوَابَ أَنْ لَا يَقْرَأَ الْقِرَاءَةَ الْعَجِيبَةَ بِالْإِمَالَاتِ وَالرِّوَايَاتِ الْغَرِيبَةِ كَذَا فِي التَّتَارْخَانِيَّةِ18

ترجمہ: قراءات سبعہ اور اس کے تمام روایات میں قرآن پڑھنا جائز ہے، لیکن میرے نزدیک درست بات یہ ہے کہ قراءات عجیبہ جن میں زیادہ تر امالہ جات ہو یا وہ روایات جو کہ غریب ہو ان کو نماز میں نہیں پڑھنی چاہئے، اسی طرح فتاوی تاتار خانیہ میں مذکور ہے۔

(۲)۔۔۔علامہ علاؤالدین الحصکفیؒ نے الدر المختار میں قراءات سبعہ سے متعلق فرمایا کہ قراءات سبعہ کو نماز میں پڑھنا جائز ہے، اس کے بعد ذکر کیا کہ اولی یہ ہے کہ غیر مانوس قراءات نماز میں نہ پڑھی جائیں تا کہ لوگوں کا دین محفوظ رہ سکے، مطلب یہ ہے کہ جب عوام کے سامنے ایسی قراءات پڑھی جائے گی جو انہوں نے پہلے کبھی نہیں سنی ہوں تو وہ اس قراءت کا انکار کر بیٹھے گے، جس سے ان کا ایمان سلب ہونے کا خطرہ ہو گا، عبارت یہ ہے:

وَيَجُوزُ بِالرِّوَايَاتِ السَّبْعِ، لَكِنْ الْأَوْلَى أَنْ لَا يَقْرَأَ بِالْغَرِيبَةِ عِنْدَ الْعَوَامّ صِيَانَةً لِدِينِهِمْ-19

(۳)۔۔۔علامہ ابن عابدین شامیؒ نے رد المحتار میں فرمایا کہ غیر مانوس قراءات اور امالہ جات کو عوام کے سامنے نہیں پڑھنی چاہیے، اس لئے کہ بعض بیوقوف لوگ اس کے بارے میں کوئی ایسی بات کہ دیں گے جس کا وبا اور گناہ وہ خود بھی نہیں جانتے ہونگے، اسی طرح عوام کے سامنے امام ابو جعفر، امام ابن عامر شامیؒ، امام حمزہؒ اور امام کسائیؒ کی قراءات نہیں پڑھنی چاہیے، کیونکہ ان قراءات میں مختلف مدات، امالہ جات اور روم واشمام کو جب عوام سنیں گے تو وہ ان قراءتوں کا مذاق اڑائینگے، اور انہیں کو خفیف سمجھیں گے، علامہ شامیؒ کی عبارت یہ ہے۔:

(قَوْلُهُ وَيَجُوزُ بِالرِّوَايَاتِ السَّبْعِ) بَلْ يَجُوزُ بِالْعَشْرِ أَيْضًا كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ أَهْلُ الْأُصُولِ ط (قَوْلُهُ بِالْغَرِيبَةِ) أَيْ بِالرِّوَايَاتِ الْغَرِيبَةِ وَالْإِمَالَاتِ لِأَنَّ بَعْضَ السُّفَهَاءِ يَقُولُونَ مَا لَا يَعْلَمُونَ فَيَقَعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالشَّقَاءِ، وَلَا يَنْبَغِي لِلْأَئِمَّةِ أَنْ يَحْمِلُوا الْعَوَامَّ عَلَى مَا فِيهِ نُقْصَانُ دِينِهِمْ، وَلَا يَقْرَأُ عِنْدَهُ قِرَاءَةَ أَبِي جَعْفَرٍ وَابْنِ عَامِرٍ وَعَلِيِّ بْنِ حَمْزَةَ وَالْكِسَائِيِّ صِيَانَةً لِدِينِهِمْ فَلَعَلَّهُمْ يَسْتَخِفُّونَ أَوْ يَضْحَكُونَ وَإِنْ كَانَ كُلُّ الْقِرَاءَاتِ وَالرِّوَايَاتِ صَحِيحَةً فَصَيْحَةً.20

(۴)۔۔۔فقہ حنبلی کی معتبر کتاب کشاف القناع عن متن الاقناع میں حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے حوالہ سے فرمایا گیا کہ وہ امام حمزہؒ اور امام کسائیؒ کی قراءات میں تلاوت کرنے کو ناپسند فرماتے تھے،اس کی وجہ یہ تھی کہ ان دونوں حضرات کی قراءات میں ادغام، سکتات اور مدات زیادہ ہیں،(اگرچہ بعض فقہاء نے امام احمد کی طرف اس قول کی نسبت کو غلط قرار دیا ہے)،عبارت یہ ہے۔

(وَكَرِهَ) الْإِمَامُ (أَحْمَدُ قِرَاءَةَ حَمْزَةَ وَالْكِسَائِيِّ) لِمَا فِيهِمَا مِنْ الْكَسْرِ وَالْإِدْغَامِ وَالتَّكَلُّفِ وَزِيَادَةِ الْمَدِّ وَأَنْكَرَهَا السَّلَفُ، مِنْهُمْ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ فِي الْفُرُوعِ: وَلَمْ يَكْرَهْ أَحْمَدُ غَيْرَهُمَا وَعَنْهُ (وَالْإِدْغَامُ الْكَبِيرُ لِأَبِي عَمْرٍو) لِلْإِدْغَامِ الشَّدِيدِ.21

فقہاء کرامؒ کے ان عبارات پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان کے ہاں قراءات سبعہ کو نماز میں پڑھنے سے روک تھام کی وجہ یہ تھی کہ کہ لوگ ان قراءات کو سن کر کہیں قرآن کا مذاق نہ اڑائیں، یا خدانخواستہ کسی قراءات کا انکار نہ کر بیٹھیں، جس سے ان کو دینی نقصان پہنچنے کا شدید خطرہ ہے، ان وجوہات کی بناء پر احناف اور حنابلہ مذہب کے بعض فقہاء نے ان قراءات کو نماز میں پڑھنے کو مکروہ کہا ہے، گویا فقہاء کرام نے لوگوں کے قراءات عشرہ سے ناواقفی اور ان کے مذاق بنانے کو بنیاد بنا کر نماز میں قراءات سبعہ پڑھنے کو غیر اولی اور مکروہ کہا ہے، جبکہ بعض فقہاء کرام نے تو یہ فرمایا کہ مختلف قراءات کو اگر لوگوں کے سامنے پڑھا جائے گا تو اس سے فتنہ اور تشویش کی کیفیت پیدا ہو گی، اور لوگوں کا قرآن مجید پر جو اطمینان قلبی ہے اس میں بھی کمی آئے گی، جیسا کہ مندرجہ ذیل عبارت میں بیان کیا گیا ہے:

وأصحُّ الأقوال: أنه إذا صحَّت هذه القراءة عمَّن قرأ بها مِن الصَّحابة فإنها مرفوعةٌ إلى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم فتكون حُجَّةً، وتصحُّ القراءةُ بها في الصَّلاة وخارج الصَّلاة؛ لأنها صحَّت موصولةً إلى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم. لكن؛ لا نقرأ بها أمامَ العامَّة؛ لأننا إذا قرأنا بها أمامَ العامَّة حصل بذلك فتنةٌ وتشويشٌ، وقِلَّةُ اطمئنان إلى القرآن الكريم، وقِلَّةُ ثقةٍ به، وهذا لا شَكَّ أنه مؤثِّرٌ ربما على العقيدة فضلاً عن العمل.

فإن قال قائل: إذا صحَّت القراءةُ، وصحَّحتُم والقراءةَ بها، وأثبتم الأحكامَ بها، فلماذا لا تقرأونها على العامَّة؟فالجواب أنَّ هديَ الصَّحابة رضي الله عنهم ألا تُحدِّثَ النَّاسَ بحديث لا تبلغه عقولُهم، كما في حديث عليٍّ رضي الله عنه: «حَدِّثوا النَّاس بما يعرفون . أي: بما يمكن أن يعرفوه ويهضموه وتبلغه عقولُهم . أتحبُّونَ أن يُكذَّبَ اللهُ ورسولُه؟» لأنَّ العاميَّ إذا جاءه أمرٌ غريبٌ عليه نَفَرَ وكَذَّبَ، وقال: هذا شيء مُحَال. وقال ابنُ مسعود: «إنك لا تُحدِّث قوماً حديثاً لا تبلغه عقولُهم إلا كان لبعضهم فتنة» وصَدَقَ رضي الله عنه، فلهذا نحن لا نحدِّثُ العامة بشيء لا تبلغه عقولُهم؛ لئلا تحصُلَ الفتنة ويتضرَّرَ في عقيدته وفي عَمَلِهِ.22

ترجمہ: اور درست بات یہ ہے کہ جب کسی قراءت کا صحیح ہونا صحابہ کرام میں کسی صحابی سے ثابت ہو جائے تو وہ قراءت آپ ﷺ تک مرفوع ہوتی ہے اور یہ (یعنی صحابی سے ثابت ہونا اور مرفوع ہونا) اس قراءت کی درستگی کیلئے حجت ہوتی ہے، اور اس قراءت کا نماز میں اور نماز کے علاوہ دونوں صورتوں میں پڑھنا درست ہوتا ہے، کیونکہ اس قراءت کا آپ ﷺ تک موصول ہونا ثابت ہوتا ہے۔ لیکن ہمیں اس قراءت کو عام لوگوں کے سامنے نہیں پڑھنی چاہئے، اس لئے کہ جب ہم اس کو عوام الناس کے سامنے پڑھیں گے تو اس سے لوگوں کے مابین تشویش اور فتنہ پھیلنے کا اندیشہ ہے اور یہ قرآن مجید پر لوگوں کے اعتماد میں کمی کا سبب بن سکتا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سے عقیدے کے ساتھ ساتھ عمل پر بھی اثر پڑ سکتا ہے۔

اگر کوئی یہ سوال کریں کہ جب تمہارے نزدیک کسی قراءت کا صحیح ہونا اور پڑھنا دونوں ثابت ہو جائے، اور آپ لوگ اس قراءت سے احکام بھی مستنبط کریں، تو پھر اس قراءت کو عام لوگوں کے سامنے کیوں نہیں پڑھنی چاہیے؟ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ بے شک صحابہ کرامؓ کا طریقہ اور معمول یہ تھا کہ وہ لوگوں کے سامنے کسی ایسے حدیث کو بیان نہیں کرتے تھے جس کا سمجھنا ان لوگوں کے عقلوں سے باہر ہو، جیسا کہ یہی بات حضرت علیؓ نے بھی ذکر کی ہے کہ: لوگوں کے سامنے وہ چیز بیان کرو جس کو وہ جانتے ہو اور اس چیز کا سمجھنا ان کیلئے ممکن ہو یعنی اس چیز کو وہ لوگ آسانی سے ہضم کر سکتے ہوں، اور ان کے عقول اس چیز کو اپنے اندر سما سکتے ہوں،، کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہوں کہ سامع اس چیز کے سننے کے بعد اللہ رب العزت اور آپ ﷺ کی تکذیب کرے؟" اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی عام آدمی کے سامنے کوئی ایسی چیز بیان کی جاتی ہے جو کہ اس کیلئے غیر مانوس ہو تو وہ فوراً بدکنے لگتا ہے، اور اس چیز کا انکار کر بیٹھتا ہے، اور فرمایا کہ کوئی چیز کسی ایسے شخص کو سمجھانا جو کہ اس کے عقل کے دائرہ سے باہر ہو ایک محال کام ہے، اور حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ: بے شک آپ کسی قوم کے سامنے جب ایسی حدیث بیان کریں گے جس کی تہ تک ان کے عقول نہیں پہنچتی ہو تو وہ حدیث اس قوم کے بعض لوگوں کیلئے فتنہ ثابت ہو گی،

اور واقعۃ سچ فرمایا ہے حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ نے، اور اسی وجہ سے ہم عام لوگوں کے سامنے کوئی ایسی بات بیان نہیں کرتے جو ان کی سمجھ میں نہ آئے، تاکہ فتنہ نہ پیدا ہو، اور سامعین کے عقیدہ اور اعمال میں فساد و بگاڑ پیدا نہ ہو جائے۔

اعتراض کا جواب

مذکورہ بالا وجوہات کو اولِ نظر میں دیکھنے سے یہ انتہائی قوی معلوم ہوتے ہیں، لیکن جب ہم زرا گہرائی اور دقت نظری سے ایک دوسرے سوال کا جواب تلاش کرتے ہیں تو اس وقت شاید یہ وجوہات کچھ کمزور معلوم ہونا شروع ہو جاتے ہیں، وہ سوال یہ ہے کہ کیا قراءات کا اختلاف قدیم ہے یا جدید ہے؟ یعنی یہ اختلاف قراء سبعہ اور عشرہ کے دور سے شروع ہوا ہے یا یہ اختلاف آپ ﷺ کے دور میں بھی تھا، اگر یہ اختلاف جدید اختلاف ہے یعنی یہ قراء کرام کے دور سے شروع ہوا ہے تو پھر تو واقعی ہمیں عوام کے سامنے یہ قراءات نہیں پڑھنی چاہیے تاکہ لوگوں کے مابین اختلاف واقع نہ ہو اور فتنہ سے لوگوں کو بچایا جاسکے، لیکن اگر یہ اختلاف آپ ﷺ کے مبارک دور میں بھی تھا اور آپ ﷺ نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمایا تھا تو پھر یہ کہنا کہ اس سے لوگوں کے مابین فتنہ پھیل جائے گا ایک انتہائی کمزور سی بات ہو گی، اس سوال کا جواب یقیناً یہ ہے کہ یہ اختلاف جدید نہیں بلکہ قدیم ہے، یعنی یہ اختلاف آپ ﷺ کے دور میں بھی تھا، اس کی دلیل مذکورہ حدیث[23] ہے:

أَنَّ المِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدٍ القَارِيَّ، حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، يَقْرَأُ سُورَةَ الفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ، فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ، لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلاَةِ، فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ، فَلَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ، فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ؟ قَالَ: أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: كَذَبْتَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَقْرَأَنِيهَا عَلَى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ، فَانْطَلَقْتُ بِهِ أَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ بِسُورَةِ الفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَرْسِلْهُ، اقْرَأْ يَا هِشَامُ» فَقَرَأَ عَلَيْهِ القِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كَذَلِكَ أُنْزِلَتْ» ، ثُمَّ قَالَ: «اقْرَأْ يَا عُمَرُ» فَقَرَأْتُ القِرَاءَةَ الَّتِي أَقْرَأَنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كَذَلِكَ أُنْزِلَتْ إِنَّ هَذَا القُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ»

ترجمہ: حضرت عمر ابن الخطابؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں ایک دفعہ میں نے میں ہشام بن حکیم کو (نماز میں)سورۃ الفرقان کی قراءت کرتے ہوئے پایا، میں نے سنا کہ ہشامؓ ان حروف کثیرہ (مختلف قراءات) میں تلاوت کررہے تھے کہ وہ حروف مجھے آپ ﷺ نے نہیں پڑھائے تھے، قریب تھا کہ میں ان پر نماز میں لپکتا، میں نے صبر کیا یہاں تک کہ انہوں نے سلام پھیر دیا، میں نے انہی کے چادر سے انہیں کھینچتے ہوئے ان سے پوچھا کہ یہ سورت جو میں نے ابھی آپ کو پڑھتے ہوئے سنا ہے یہ سورت آپ کو کس نے پڑھائی ہے ؟وہ کہنے لگے کہ اللہ تعالی کے پیارے رسول ﷺ نے مجھے پڑھائی ہے، میں نے کہا کہ آپ غلط کہ رہے ہیں، کیونکہ رسول ﷺ نے مجھے اس طرح نہیں پڑھائی، پس میں انہیں کھینچتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا، میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے ابھی ابھی سنا کہ ہشام ان حروف کی تلاوت کررہے تھے جو آپ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عمرؓ ہشام کو چھوڑو، پھر آپ ﷺ نے حضرت ہشامؓ کو پڑھنے کا حکم دیا، ہشام نے اسی قراءت کے مطابق پڑھا جسے میں نے سنا تھا، (ہشام کی قراءت سننے کے بعد) نبی ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح یہ نازل کی گئی ہے، اس کے بعد آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عمرؓ اب تم پڑھو، پس میں نے اسی قراءت کے مطابق پڑھا جو آپ ﷺ نے مجھے پڑھایا تھا، میری قراءت کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اسی طرح نازل کی گئی ہے، اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک یہ قرآن مجید سات حروف (لغات یا وجوہ) میں نازل کیا گیا ہے پس جو تمہیں آسان لگے اسے پڑھ لو۔

اس کے علاوہ مسلم شریف کی ایک حدیث ہے، جس سے بھی اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ یہ اختلاف کوئی جدید نہیں بلکہ قدیم ہے، یعنی آپ ﷺ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں بھی یہ اختلاف تھا، حدیث مبارکہ کے الفاظ یہ ہیں۔

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ، فَدَخَلَ رَجُلٌ يُصَلِّي، فَقَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ، ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ قِرَاءَةً سِوَى قَرَاءَةِ صَاحِبِهِ، فَلَمَّا قَضَيْنَا الصَّلَاةَ دَخَلْنَا جَمِيعًا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: إِنَّ هَذَا قَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ، وَدَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ سِوَى قِرَاءَةِ صَاحِبِهِ، فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَرَآ، فَحَسَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَأْنَهُمَا، فَسَقَطَ فِي نَفْسِي مِنَ التَّكْذِيبِ، وَلَا إِذْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ غَشِيَنِي، ضَرَبَ فِي صَدْرِي، فَفِضْتُ عَرَقًا وَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَرَقًا، فَقَالَ لِي: " يَا أُبَيُّ أُرْسِلَ إِلَيَّ أَنِ اقْرَأِ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفٍ، فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلَى أُمَّتِي، فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّانِيَةَ اقْرَأْهُ عَلَى حَرْفَيْنِ، فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلَى أُمَّتِي، فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّالِثَةَ اقْرَأْهُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَلَكَ بِكُلِّ رَدَّةٍ رَدَدْتُكَهَا مَسْأَلَةٌ تَسْأَلُنِيهَا، فَقُلْتُ: اللهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِي، اللهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِي، وَأَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ إِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ، حَتَّى إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ".24

ترجمہ: حضرت ابی ابن کعبؓ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا ایک آدمی مسجد میں آیا اور نماز پڑھنے لگا، اس نے نماز کے دوران ایسی قراءت پڑھی جس کو میں نہیں جانتا تھا، پھر ایک دوسرا شخص آیا اس نے پہلے والے شخص کے خلاف پڑھا، جب ہم نے نماز مکمل کی تو ہم رسالت مآب ﷺ کے پاس آئے، تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ شخص ایسی قراءت پڑھتا ہے جس کو میں نہیں جانتا اور دوسرے شخص نے پہلے کے بھی خلاف قراءت کی، آپ ﷺ نے ان دونوں کو قرآن پڑھنے کا حکم دیا، جب دونوں نے اسی طرح پڑھ دیا تو آپ ﷺ نے دونوں کی تحسین فرمائی، پس میرے دل میں تکذیب کا ایسا وسوسہ پیدا ہوا کہ زمانہ جاہلیت میں بھی نہ تھا، نبی ﷺ نے جب میری یہ حالت محسوس کی تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا کہ میں پسینے سے شرابور ہو گیا، ایسا محسوس ہوا کہ میں اللہ تعالی کو دیکھ رہا ہوں، پھر آپ نے فرمایا کہ اے ابیؓ بے شک اللہ تعالی کی طرف سے مجھے پیغام بھیجا گیا تھا کہ آپ ﷺ قرآن مجید ایک حرف پر پڑھیں، میں نے عرض کیا کہ میری امت پر آسانی کی جائے، پھر دوسری دفعہ پیغام بھیجا گیا کہ آپ ﷺ قرآن مجید دو حرفوں پر پڑھیں، میں نے عرض کیا کہ میری امت پر آسانی کی جائے، تیسری بار یہ پیغام ملا کہ آپ قرآن مجید کو سات حرفوں پر پڑھیے، اور فرمایا کہ اے نبی ﷺ آپ کو ہر تکرار کے بدلے ایک عطا ہے، میں نے سوال کیا کہ یا اللہ میری امت کو معاف فرمائیں، یا اللہ میری امت کو معاف فرمائیں، اور تیسری دعا کو میں نے اس دن کیلئے باقی رکھا ہے جس دن تمام مخلوقات میری طرف مائل ہوں گی یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی میری طرف مائل ہوں گے۔

اس حدیث میں حضرت ابی ابن کعبؓ نے جن دونوں افراد کے قراءت پر اعتراض کیا تھا وہ نماز میں ان کی قراءت سننے پر اعتراض کیا تھا یعنی وہ دونوں مختلف قراءات نماز میں پڑھ رہے تھے، اس کے بعد آپ نے ان دونوں کی قراءت سننے کے بعد ان کی تحسین فرمائی، اگر کسی قسم کی کوئی کراہت ہوتی تو آپ ﷺ ضرور اس سے منع فرماتے، اسی طرح اگر ان قراءات کے پڑھنے سے کسی قسم کے فتنہ پھیلنے کا اندیشہ ہوتا تو رسالت مآب ﷺ ان کی قراءت سننے کے بعد ان کو تنبیہ فرماتے کہ آئندہ یہ قراءتیں نماز میں نہ پڑھنا۔

ان احادیث سے صراحت سے یہ ثابت ہوا کہ قراءت قرآنیہ کا اختلاف کوئی جدید اختلاف نہیں بلکہ یہ اختلاف آپ ﷺ کے دور سے چلا آرہا ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا قراءات متواترہ میں یہ مدات، امالہ جات، تسہیل اور ابدال، سکتات اور ادغام من جانب اللہ ہے اور آپ ﷺ سے ان کا پڑھنا ثابت ہے یا قراء کرام کی طرف سے خود ساختہ ہیں؟ اگر ان کے موجد یہی قراء کرام ہیں تو پھر واقعۃ ان قراءات کو نمازوں میں نہیں پڑھنی چاہیے، تاکہ لوگ ان کا انکار نہ کر بیٹھیں یا ان کا

مذاق نہ اڑائیں، لیکن اگر یہ تمام چیزیں تواتر کے ساتھ آپ ﷺ سے ثابت ہیں اور آپ ﷺ نے یہ قراءات باری تعالی جل جلالہ کی طرف سے دی گئی اجازت کے مطابق صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کو پڑھایا ہو تو پھر ان وجوہات کی وجہ سے نماز میں ترک قراءات سبعہ کیسے درست ہے؟

اس سوال کا جواب بھی اس کے علاوہ کوئی اور نہیں کہ یہ تمام چیزیں تواتر کے ساتھ ثابت ہیں، یعنی ان قراء کرام نے یہ سب صحابہ کرام سے بالواسطہ یا بلاواسطہ سیکھی ہیں اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے انہیں آپ ﷺ سے سیکھ کر دوسروں کو سکھایا ہیں، اور آپ ﷺ پر پر اللہ تعالی کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔

ان دونوں سوالات اور ان کے جوابات کے بعد اب یہ بات سوچنے کے قابل ہیں کہ جب قراءات صحیحہ متواترہ اللہ رب العزت کی طرف سے آپ ﷺ کے پاس وحی کے طور پر نازل کیے گئے ہیں خصوصا آپ ﷺ کے اسرار پر کہ اے میرے رب میری امت کے ساتھ آسانی کا معاملہ فرمائیں، اس پر اللہ تعالی نے آپ کی امت کیلئے بطور سہولت ان قراءات کے پڑھنے کو جائز رکھا، پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو باقاعدہ یہ قراءتیں پڑھائی تاکہ ان کو قرآن مجید پڑھنے میں آسانی ہو، پھر اگر صحابہ کے مابین اس موضوع پر کوئی اختلاف رونما ہوا تو آپ نے اس موقع پر ان کے مابین صلح کرواتے وقت بھی ان قراءات کے درست ہونے کی تصدیق کی اور ان کو جاری رکھنے کا حکم فرمایا، اب اس کے بعد کیا ہمارے لئے گنجائش نکلتی ہے کہ ہم لوگوں کے سامنے ان قراءات کو صرف اس وجہ سے نہیں پڑھیں کہ وہ ان کا مذاق اڑائینگے۔

توجہ طلب مقام:

جہاں تک یہ بات کہ اگر ہم مختلف قراءات کو لوگوں کے سامنے پڑھیں گے تو اس سے ان کے درمیان فتنہ پھیلنے کا اندیشہ ہے، تو یہ کیفیت رسالت مآب ﷺ کے دور پر زیادہ صادق آتی تھی اس لئے کہ اس وقت مشرکین مکہ کی صورت میں معترضین کی تعداد ایک ٹھاٹے مارتے ہوئے سمندر کی مانند تھی، یہاں تک کہ بعض صحابہ کرام کو بھی ان قراءات کے بارے میں تشویش سی ہوگئی تھی، حضرت عمر فاروقؓ اپنی جلالی کیفیت میں آکر حضرت ہشامؓ کو آقائے نامدار ﷺ کے دربار کی طرف کھینچتے چلے آرہے ہیں، حضرت ابی ابن کعبؓ کے دل میں تکذیب کا ایسا وسوسہ پیدا ہو رہا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی اس طرح پیدا نہیں ہوا، اسلام انتہائی ابتدائی دور سے گزر رہا تھا، اس کے باوجود آپ ﷺ نے ان قراءات کو نماز میں پڑھنے سے منع نہیں فرمایا، بلکہ حضرات صحابہ کو تاکید کرتے رہے، ان کی حوصلہ افزائی کرتے رہے، غرض جس دور میں فتنہ پھیل جانے کا قوی امکان تھا اس دور میں بھی آپ ﷺ نے ان قراءات کو پڑھنے سے منع نہیں فرمایا تو آج کے دور میں جب اسلام دنیا کے کونے کونے اور گوشہ گوشہ تک پہنچ چکا

ہے، علماء کرام اور قراء عظام کی ایک کثیر جماعت موجود ہے، جگہ جگہ دینی مدارس آباد ہیں، اس دور میں کافی حد تک لوگ قراءات کی حقیقت سے بھی واقف ہیں، اس وجہ سے فتنہ پھیلنے کا احتمال شاید نہ ہونے کے برابر ہو۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر امت کو اختلاف سے بچانا ہی مقصود ہے، تو پھر مسلکی اختلاف کیوں باقی ہے؟ جب کہ آج کے دور میں بعض مقامات پر اس اختلاف کی وجہ سے لوگ دشمنی پر بھی اتر آتے ہیں، ایک مسلک والے دوسرے مسلک والوں کی بات سننے تک بھی تیار نہیں، ہر ایک مسلک کے متبعین اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں، اسی طرح فقہی مسائل میں اختلاف کی وجہ سے کوئی حنفی ہے، کوئی مالکی ہے، کوئی شافعی اور کوئی حنبلی، تاہم جس طرح مختلف فقہی مسالک سے تعلق رکھنے والے فقہاء کرام کا اپنا مسلک دلائل سے مبرہن کرنا باعث اختلاف اور فتنہ نہیں بلکہ باعث رحمت ہے، اسی طرح قراءات کا اختلاف بھی لوگوں کے مابین بیان کرنا باعث اختلاف نہیں بلکہ باعث رحمت ہے، تاکہ لوگوں تک اس عظیم علم کو پہنچایا جاسکے۔

حقیقت یہ ہے کہ لوگوں کے مابین قراءات مختلفہ کے بارے میں تشویش اس وجہ سے پائی جاتی ہے کہ وہ ان قراءات سے ناواقف ہیں، ان کو یہ معلوم نہیں کہ یہ قراءات آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے دور میں بھی تھا، اور یہ قراءات خود آپ ﷺ نے اللہ رب العزت سے مانگے تھے تاکہ امت پر آسانی ہو اور امت کا ہر قبیلہ اور ہر شخص بسہولت قرآن مجید کی تلاوت کرسکے، اس صورتحال میں ہماری ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ ہم قراءات کو لوگوں کے سامنے خوب سے خوب پڑھیں اور عوام الناس کو ان کی حقیقت سے آگاہ کریں، ان قراءات کی فضیلت لوگوں کے سامنے بیان کریں تاکہ عوام الناس ان کی حقیقت سے آگاہ ہو جائیں، اور ان کی رغبت اس علم کی تحصیل کے طرف ہو جائے ورنہ خدانخواستہ کہیں ایسا وقت نہ آئے کہ ہم اس عظیم قرآنی علوم محروم ہو جائیں، اور یہ علم روئے زمین سے بالکل اٹھ جائے۔

قراءات ثلاثہ کو نماز میں پڑھنے کا مسئلہ۔

واضح رہے کہ قراءات ثلاثہ بھی قراءات سبعہ کی طرح صحت کے تمام شرائط پر پورا اترتی ہیں، اسلئے اس کا حکم بھی قراءات سبعہ والا ہی ہے، یعنی جس طرح قراءات سبعہ کو نماز میں پڑھنا جائز ہے، اسی طرح قراءات ثلاثہ کو بھی نماز میں پڑھنا جائز ہوگا، اہل علم حضرات کیلئے تو اتنا جواب کافی ہے، تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ دلائل سے یہ بات ثابت کی جائے کہ قراءات ثلاثہ کو نماز میں پڑھنا جائز ہے۔

قراءات ثلاثہ سے متعلق حضرت امام ابن الجزریؒ نے منجد المقرئین میں کافی طویل بحث فرمائی ہے، ذیل میں ہم ان کے دو عبارات نقل کرتے ہیں۔

الباب الثالث: "في أن العشر لا زالت مشهورة من لدن قرئ بها إلى اليوم لم ينكرها أحد من السلف ولا من الخلف"هذا شيء لا يشك فيه أحد من العلماء،25

حضرت نے فرمایا کہ قراءات عشرہ جب پہلی دفعہ پڑھی گئی تھی اس دن سے لیکر آج تک ہر دور میں مشہور رہی، اور یہ ایسی بات ہے کہ متقدمین اور متاخرین میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا ہے، چونکہ قراءات عشرہ میں قراءات ثلاثہ بھی شامل ہیں، اس وجہ سے یہ اس کا اثبات بھی ہے، اس کے علاوہ امام ابن الجزریؒ نے انتہائی مدلل اور مزین انداز میں (اسی کتاب میں) قراءات ثلاثہ کے تواتر اور شہرت کا ہر دور میں ثبوت پیش کیا ہے، جس کی تقسیم حضرت نے سولہ طبقات میں کی ہے اور ہر طبقہ میں ایک جم غفیر رواۃ کے نام بیان کیے ہیں جنہوں نے قراءات ثلاثہ کو روایت کیا ہیں، اور یہ سلسلہ متصلا جاری ہے، اسکی تفصیل منجد المقرئین،الفصل الرابع فی سرد مشاہیر من قرء بالعشرة صفحہ نمبر ۲۹ میں مذکور ہے۔

قراءات ثلاثہ سے متعلق امام جزریؒ نے فرمایا کہ میں مسلمانوں میں سے کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا کہ جنہوں نے قراءات ثلاثہ کا انکار کیا ہو، اور یہ یعقوبؒ، خلف اور امام ابو جعفر مدنی رحمھم اللہ کی قراءات ہیں، اس کے بعد حضرت نے ان تین قراءات کی سند ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ امام یعقوبؒ نے اپنی قراءات کو سلامؒ سے پڑھا تھا اور سلام نے حضرت ابو عمرو بصریؒ سے پڑھا تھا، اس کے علاوہ سلام نے اس قراءت کو حضرت امام عاصمؒ سے بھی پڑھا تھا، جس طرح کہ امام عاصمؒ کے راوی ابو بکر شعبہ ابن عیاشؒ نے حضرت امام عاصمؒ سے قراءت حاصل کی تھی، جہاں تک خلفؒ کی قراءت ہے اس نے اگرچہ امام حمزہؒ کی مخالفت کی ہے مگر اس نے بقیہ قراء میں سے ایک قاری کی موافقت کی ہے، جہاں تک امام ابو جعفرؒ کی بات ہے اس کی تو شان ہی کچھ اور ہے کیونکہ وہ قراء سبعہ میں سے ایک قاری حضرت امام نافع مدنیؒ کے استاد ہے، اس کے علاوہ حضرت امام ابو جعفرؒ نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو قرآن سنایا تھا، اور حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ کو قرآن سنایا تھا اور حضرت ابی بن کعبؓ نے رسول اللہ ﷺ کو قرآن پاک سنایا تھا، اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے امام ابو جعفرؒ کو کعبۃ اللہ میں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔[26]

حضرت امام ابن جزریؒ کی ذکر کردہ تفصیل سے ان تینوں قراء کرامؒ اور ان کے قراءات کی عظمت و مرتبت خوب واضح ہو جاتی ہے کہ یہ کتنے عظیم المرتبت انسان تھے اور ان کی قراءات کتنی عظمتوں والی ہیں، اس کے علاوہ یہ بات قابل غور ہے کہ ان تینوں قراء کرام کا قراء سبعہ میں سے کسی نہ کسی قاری سے موافقت اور تعلق پایا جاتا ہے بایں طور کہ حضرت امام ابو جعفرؒ قراء سبعہ میں سے پہلے قاری حضرت امام نافع مدنیؒ کے استاد تھے، حضرت امام نافعؒ نے اپنی قراءات امام ابو جعفرؒ اور اس کے علاوہ چند دوسرے اساتذہ کرام سے حاصل کی تھی، جہاں تک امام خلفؒ کی بات ہے تو

ان کی قراءت قراء کوفیین کی قراءت ہے، یعنی امام خلفؒ کی قراءت میں کوفیین قراء کرام کی قراءت سے باہر کوئی لفظ نہیں لیا گیا ہے، اس کو ہم دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ امام خلفؒ کی قراءت کا انکار گویا کوفیین قراء کرام یعنی حضرت امام عاصمؒ، حضرت امام حمزہؒ اور حضرت امام کسائیؒ کی قراءات کا انکار ہے، اسی طرح امام یعقوبؒ نے سلامؒ کے واسطہ سے حضرت امام ابو عمرو بصری اور امام عاصمؒ سے قرآن مجید پڑھا تھا۔

مذکورہ تفصیل کے بعد اب ہم فقہاء کرامؒ کی وہ عبارات ذکر کرتے ہیں جو قراءات ثلاثہ کو نماز میں پڑھنے سے متعلق ہیں۔

امام ابن تیمیہ کا فتوی۔

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:

وامامن قرء بقراءة ابی جعفرویعقوب ونحوهما فلاتبطل الصلوة بها باتفاق الأئمة -

ترجمہ: اور جس شخص نے نماز میں امام ابو جعفر، امام یعقوب اور اس جیسی کوئی دوسری قراءت پڑھی تو تمام ائمہ کے ہاں اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

فقہ حنفی:

علامہ ابن عابدین شامیؒ نے ردالمحتار میں فرمایا کہ علمائے اصول کے ہاں صرف قراءات سبعہ نہیں بلکہ قراءات ثلاثہ کو بھی نماز میں پڑھنا جائز ہے، عبارت کے آخر میں علامہ شامیؒ نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ مذکورہ دس قراءات میں سے ہر قراءت صحیح بھی ہے اور فصیح بھی ہے، اس سلسلے میں علامہ شامیؒ کی ذکر کردہ عبارت یہ ہے۔

(قَوْلُهُ وَيَجُوزُ بِالرِّوَايَاتِ السَّبْعِ) بَلْ يَجُوزُ بِالْعَشْرِ أَيْضًا كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ أَهْلُ الْأُصُولِ ------وَإِنْ كَانَ كُلُّ الْقِرَاءَاتِ وَالرِّوَايَاتِ صَحِيحَةً فَصِيْحَةً.27

فقہ مالکی:

فقہ مالکیہ کی مشہور کتاب حاشیۃ الصاوی علی شرح الصغیر میں مذکور ہے کہ

قَالَ شَيْخُنَا فِي تَقْرِيرِهِ: الْحَقُّ أَنَّ الْقِرَاءَةَ الْمُلَفَّقَةَ مِنْ الْقِرَاءَاتِ السَّبْعِ الْجَارِيَةِ عَلَى أَلْسِنَةِ النَّاسِ جَائِزَةٌ لَا حُرْمَةَ فِيهَا وَلَا كَرَاهَةَ، وَالصَّلَاةُ بِهَا لَا كَرَاهَةَ فِيهَا.28

ترجمہ: ہمارے شیخ نے اپنے تقریر میں فرمایا کہ بے شک وہ قراءات جو کہ قراءات سبعہ سے تالیف شدہ ہوں اور لوگوں کے زبانوں پر جاری ہوں ان سب کی قراءات جائز ہے، اور ان کی قراءت کرنے میں کوئی حرمت بھی نہیں، اور اگر ان کو کسی نماز میں پڑھی گئی تو نماز میں کوئی کراہت بھی نہیں آئے گی۔

اس عبارت میں صرف قراءات سبعہ کو نماز میں پڑھنے کے جواز پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ فرمایا کہ جو قراءات ان (قراءات سبعہ) سے تالیف شدہ ہوں، یعنی قراءات ثلاثہ، ان کو بھی نماز میں پڑھنا درست ہے کیونکہ یہ ان

قراءات سے ماخوذ ہیں جو بلا کسی کراہت کے نماز میں پڑھنا جائز ہے۔

فقہ مالکیہ سے یہ روایت ماخوذ ہے کہ چاہے فرض نماز ہو یا نفل ان میں صرف وہ قراءت پڑھنا جائز ہے جو مصحف عثمانی کے مطابق ہو، اگر کوئی قراءت مصحف عثمانی کے مطابق نہ ہو تو اس کو کسی بھی نماز میں پڑھنا جائز نہیں، چاہے وہ قراءت آپ ﷺ کی طرف منسوب ہو یا کسی صحابیؓ کی طرف اس کی نسبت کی گئی ہو-29 اب چونکہ قراءات ثلاثہ میں سے ہر قراءت مصحف عثمانی کے مطابق ہے اس لئے فقہائے مالکیہ کے ہاں ان کو نماز میں پڑھنا بلا کسی کراہت کے جائز ہے۔

فقہ حنبلی:

حضرات حنابلہ کے ہاں یہ اصول ہے کہ نماز میں ہر وہ قراءت پڑھنا جائز ہے جو مصحف عثمانی کے موافق ہو، اس وجہ سے ان کے ہاں قراءات ثلاثہ کو نماز میں پڑھنا جائز ہے، کیونکہ قراءات ثلاثہ نہ صرف یہ کہ رسم عثمانی کے موافق ہیں بلکہ وہ سنداً متصل بھی ہیں۔ علامہ علاؤالدین علی بن سلیمان نے الانصاف میں ذکر کیا ہے کہ:

وَقَوْلُهُ (وَإِنْ قَرَأَ بِقِرَاءَةٍ تَخْرُجُ عَنْ مُصْحَفِ عُثْمَانَ لَمْ تَصِحَّ صَلَاتُهُ) وَتَحْرُمُ؛ لِعَدَمِ تَوَاتُرِهِ، وَهَذَا الْمَذْهَبُ، وَعَلَيْهِ جَمَاهِيرُ الْأَصْحَابِ وَجَزَمَ بِهِ فِي الْوَجِيزِ، وَالْإِفَادَاتِ، وَالْمُنَوِّرِ، وَالْمُنْتَخَبِ، وَغَيْرِهِمْ وَقَدَّمَهُ فِي الْهِدَايَةِ، وَالْخُلَاصَةِ وَالرِّعَايَتَيْنِ، وَالْحَاوِيَيْنِ،

تَنْبِيهٌ: ظَاهِرُ كَلَامِ الْمُصَنِّفِ: صِحَّةُ الصَّلَاةِ فِيمَا فِي مُصْحَفِ عُثْمَانَ، سَوَاءٌ كَانَ مِنْ الْعَشَرَةِ أَوْ مِنْ غَيْرِهَا، وَهُوَ صَحِيحٌ، وَهُوَ الْمَذْهَبُ الْمَنْصُوصُ عَنْهُ وَقَطَعَ بِهِ الْأَكْثَرُ، وَعَنْهُ لَا يَصِحُّ مَا لَمْ يَتَوَاتَرْ، حَكَاهَا فِي الرِّعَايَةِ.30

یعنی حنابلہ کے ہاں اس مسئلہ میں کسی قدر توسع سے کام لیا گیا ہے، لہٰذا اگر کوئی قراءت غیر متواتر ہو لیکن وہ مصحف عثمانی کے موافق ہو تو حنابلہ کے ہاں اس کو بھی نماز میں پڑھنا جائز ہوگا، تاہم بعض فقہاء حنابلہ کی رائے یہ ہے کہ نماز کی صحت کیلئے ضروری ہے کہ وہ قراءت مصحف عثمانی کے موافق ہونے کے ساتھ ساتھ متواتر بھی ہو۔

فقہ شافعیؒ:

فقہ شافعی میں جب اس موضوع سے متعلق دیکھا جاتا ہے کہ آیا نماز میں قراءات ثلاثہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں، تو وہاں تین مختلف اقوال ملتے ہیں۔

پہلا قول:

پہلی رائے جو کہ اکثر کتب شافعیہ میں منقول ہے وہ یہ ہے کہ قراءات سبعہ کے علاوہ بقیہ سب قراءات شاذ ہیں، اور نماز میں ان کا پڑھنا لحن جلی کے مترادف ہے، مثلاً اگر کوئی شخص قراءات سبعہ میں سے کوئی قراءت پڑھتا ہے اور پڑھتے پڑھتے درمیان میں کوئی غلطی کرلیتا ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص نماز میں قراءات سبعہ کے علاوہ

دوسری قراءت پڑھ لے تو گویا ہم یہ کہینگے کہ اس سے نماز میں غلطی ہو گئی، اب جہاں تک نماز کی صحت اور فساد کی بات ہے تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر قاری ان قراءات ثلاثہ میں سے کسی ایسے مقام سے تلاوت کرلے کہ اس سے نہ معنی میں تغیر پیدا ہو اور نہ کسی حرف کی کمی یا زیادتی لازم آئے تو ایسی صورت میں اس کی نماز ادا ہو جائیگی، لیکن اگر معنی میں تغیر لازم آیا اور اس کو یہ معلوم تھا کہ اس سے معنی میں تبدیلی لازم آرہی ہے مگر اس کے باوجود اس نے وہ قراءت پڑھ لی تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی۔ عبارت یہ ہے:

(وَلِغَيْرِ الْقِرَاءَاتِ السَّبْعِ) مِنْ الْقِرَاءَةِ الزَّائِدَةِ عَلَيْهَا (حُكْمُ اللَّحْنِ) فَإِنْ غَيَّرَ مَعْنًى وَتَعَمَّدَهُ بَطَلَتْ صَلَاتُهُ وَإِنْ لَمْ يَتَعَمَّدْ فَقِرَاءَتُهُ وَعِبَارَةُ الْأَصْلِ وَتَصِحُّ بِالْقِرَاءَةِ الشَّاذَّةِ إنْ لَمْ يَكُنْ فِيهَا تَغْيِيرُ مَعْنًى وَلَا زِيَادَةُ حَرْفٍ وَلَا نُقْصَانُهُ فَفِيهَا زِيَادَةٌ[31]

دوسرا قول:

دوسرا قول یہ ہے کہ نماز میں قراءات سبعہ کے علاوہ کسی بھی قراءت کا پڑھنا حرام ہے چاہے اس سے معنی میں تغیر آئے یا نہیں، ان دونوں اقوال کی صراحت مذکورہ عبارت میں کی گئی ہے، اس قول کے مطابق نماز میں قراءات ثلاثہ پڑھنا درست ہی نہیں ہے۔ عبارت یہ ہے:

وَقَضِيَّةُ كَلَامِ الْمُصَنِّفِ هُنَا مَعَ مَا صَرَّحَ بِهِ فِي الْأَحْدَاثِ تَحْرِيمُ الْقِرَاءَةِ بِهَا مُطْلَقًا وَبِهِ صَرَّحَ فِي الْمَجْمُوعِ، وَالتَّحْقِيقِ وَتَقَدَّمَ فِي الْأَحْدَاثِ بَيَانُ الشَّاذَّةِ مَعَ زِيَادَةٍ.32

شوافع میں سے یہ رائے علامہ نوویؒ کی ہے، کہ صرف قراءات سبعہ کو نماز میں پڑھنا درست ہے، اور اس رائے میں ان کے ساتھ دوسرے حضرات شوافع نے بھی ان کا اتباع کیا ہے۔

تیسرا قول:

تیسری رائے یہ ہے کہ صرف قراءات سبعہ کے علاوہ قراءات ثلاثہ کو بھی نماز میں پڑھنا جائز ہے، یہ رائے علامہ بغویؒ، علامہ سبکیؒ، علامہ جزریؒ اور اکثر حضرات شوافع کی ہے، ان حضرات کے نزدیک قراءات عشرہ میں سے ہر قراءت کو نماز میں پڑھنا جائز ہے، اس قول سے متعلق عبارت یہ ہے۔

وَتَحْرُمُ الْقِرَاءَةُ بِشَاذٍّ مُطْلَقًا قِيلَ إجْمَاعًا وَاعْتَرَضَ وَهُوَ مَا وَرَاءَ السَّبْعَةِ، وَقِيلَ الْعَشَرَةِ وَانْتَصَرَ لَهُ كَثِيرُونَ 33

حاشیۃ الشروانی کی ایک مختصر عبارت بھی اس سلسلے میں پیش خدمت ہے:

(قَوْلُهُ وَهُوَ مَا وَرَاءَ السَّبْعَةِ) اعْتَمَدَ هَذَا غَيْرُ وَاحِدٍ تَبَعًا لِلنَّوَوِيِّ غَيْرُهُ كُرْدِيٌّ (وَقِيلَ الْعَشَرَةُ) قَالَهُ الْبَغَوِيّ وَتَبِعَهُ السُّبْكِيُّ وَوَلَدُهُ التَّاجُ وَاعْتَمَدَهُ الطَّبَلَاوِيُّ وَهُوَ الْمَعْرُوفُ عِنْدَ أَئِمَّةِ الْقُرَّاءِ كُرْدِيٌّ-34

خلاصہ مذاہب:

ائمہ اربعہ کے مسالک کا خلاصہ یہ ہے کہ قراءات ثلاثہ کو نماز میں پڑھنا:

(۱)فقہائے احناف کے ہاں جائز ہے۔

(۲)حضرات مالکیہ کے ہاں بھی جائز ہے، کیونکہ ان کے ہاں ہر وہ قراءت جو کہ قراءات سبعہ کے موافق ہو اور ان سے تالیف شدہ ہو تو اس کو نماز میں پڑھنا جائز ہے، اور یہ ماقبل میں تفصیل سے بیان ہو چکا ہے کہ قراءات ثلاثہ قراءات سبعہ کے موافق ہیں۔

(۳)فقہائے حنابلہ کے ہاں قراءات ثلاثہ کو نماز میں پڑھنا جائز ہے، کیونکہ ان کے ہاں ہر وہ قراءت نماز میں پڑھنا جائز ہے جو کہ ایک قول کے مطابق مصاحف عثمانیہ کے موافق ہو، اور دوسرے قول کے مطابق مصاحف عثمانیہ کے موافقت کے ساتھ ساتھ متواتر بھی ہو جبکہ یہ دونوں شرائط قراءات ثلاثہ پر صادق آتی ہیں، اس لئے کہ وہ رسم عثمانی کے موافق ہیں، شروع سے لیکر آخر تک ہر دور میں تواتر کے ساتھ ثابت ہیں، اور عربی قواعد رسم کے بھی موافق ہیں۔

(۴)فقہائے شوافع سے اس مسئلہ کے بارے میں تین اقوال سامنے آئے ہیں، علامہ بغویؒ، علامہ سبکیؒ، علامہ البطلاویؒ ، علامہ جزریؒ اور اکثر فقہائے شوافع نے انکو قراءات متواترہ شمار کیا ہے، ان فقہائے کے ہاں قراءات ثلاثہ کو نماز میں پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، جبکہ علامہ نوویؒ اور اس کے اتباع میں چند دوسرے فقہاء کرام نے قراءات سبعہ کے علاوہ بقیہ سب قراءات کو شاذ کہا ہے، اب قراءات شاذ میں شمار کرنے کے بعد بعض کی رائے یہ ہے ان کا حکم لحن کی طرح ہے جبکہ کچھ حضرات یہ رائے رکھتے ہیں کہ ان کا پڑھنا نماز میں مطلقاً ممنوع ہے۔

قراءات شاذہ:

قراءات شاذہ کی تعریف علامہ جزریؒ نے یہ بیان فرمائی ہے:

ما وافق العربية وصح سنده، وخالف الرسم من زيادة ونقص وإبدال كلمة بأخرى، ونحو ذلك مما جاء عن أبي الدرداء وعمر وابن مسعود وغيرهم، فهذه القراءة تسمى اليوم شاذة؛ لكونها شذت عن رسم المصحف المجمع عليه-[35]

ترجمہ: وہ قراءت جو عربی قواعد کے موافق ہو اور اس کی سند بھی صحیح ہو، لیکن رسم عثمانی کے مخالف ہو، کسی حرف کی کمی وزیادتی میں یا ایک کلمہ کا دوسرے کلمہ کے ساتھ ابدال میں، یا اسی طرح کسی اور چیز میں رسم کی مخالفت ہو جیسا کہ ابو الدرداءؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور دوسرے حضرات سے

کچھ قراءات منقول ہیں، ان قراءات کو آج کل قراءات شاذہ کہتے ہیں، اس لئے کہ ان میں اس متفقہ قبول شدہ رسم سے انحراف کیا گیا ہے۔

قراءات شاذہ کی تعداد:

مشہور قول کے مطابق قراءات شاذہ چار ہیں، علامہ محمد بن احمد بن محمد علیش ابو عبد اللہ المالکیؒ نے قراءات شاذہ سے متعلق فرمایا کہ:

فَالْقِرَاءَةُ بِالشَّاذِّ حَرَامٌ مُطْلَقًا وَالتَّفْصِيلُ فِي الصِّحَّةِ وَالْمَشْهُورُ أَنَّهُ الْأَرْبَعَةُ الزَّائِدَةُ عَلَى الْقِرَاءَاتِ الْعَشَرَةِ.[36]

قراءات شاذہ کی تعریف اور تعداد کے بعد اب نماز میں ان کے پڑھنے کا حکم بیان کیا جاتا ہے۔

نماز میں قراءات شاذہ پڑھنے کا حکم

تمام فقہاء اس پر متفق ہیں کہ قراءات شاذہ قرآن کا حصہ نہیں اور قرآنیت کی اعتقاد سے ان کا پڑھنا بھی ناجائز ہے، تاہم نماز میں ان کے پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اس بارے میں مذاہب اربعہ کے اقوال اور دلائل بیان کیے جاتے ہے۔

فقہائے احناف کے اقوال:

حضرات احناف کے نزدیک نماز میں قراءت شاذہ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی، کیونکہ قراءات شاذہ میں نقل متواتر موجود نہیں، اسلئے یہ قرآن نہیں، جبکہ نماز کی درستگی کیلئے قرآن مجید کی قراءت ضروری ہے، اسی طرح جو شخص نماز میں قراءت شاذہ پڑھتا ہے، وہ فتنہ میں مبتلا ہے، نہ اس کی اپنی نماز درست ہے اور نہ اسکی اقتداء میں کسی اور کی نماز جائز ہے، البتہ اگر کوئی شخص نماز کے علاوہ یعنی خارج نماز قراءات شاذہ پڑھتا ہے، تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ قرآنیت کی اعتقاد سے ان کا پڑھنا درست نہیں البتہ تعلیم و تعلم کی نیت سے ان کا پڑھنا درست ہے تاکہ تفسیری اشکالات کو حل کیا جاسکے اور قراءات کے مابین تمیز کر سکے، اس سلسلے میں فقہاءِ احناف کے دلائل درج ذیل ہیں۔

امام ابو یوسفؒ کا قول:

ولوقرء بقراءة ليست فى المصحف العامة كقراءةابن مسعود وابى تفسد صلاته-[37]

ترجمہ: ابن مسعود اور ابی کی وہ قراءات جو مصحف عامہ کے خلاف ہو اگر کسی نے ان کو نماز میں پڑھ لیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی۔

علامہ سرخسیؒ نے فرمایا کہ:

وَلِہَذَا قَالَت الْأمة لَو صلى بِكَلِمَات تفرد بهَا ابْن مَسْعُود لم تجز صلَاته لِأَنَّهُ لم يُوجدفِيهِ النَّقْل الْمُتَوَاتر وَبَاب الْقُرْآن بَاب يَقِين وإحاطة فَلَا يثبت بِدُونِ النَّقْل الْمُتَوَاتر كَونه قُرْآنًا وَمَا لم يثبت أَنه قُرْآن فتلاوته فِي الصَّلَاة كتلاوة خبر فَيكون مُفْسِدا للصَّلَاة-[38]

ترجمہ: امت کا اتفاق ہے کہ جو شخص ابن مسعودؓ کے تفردات کو نماز میں پڑھے گا تو اس کی نماز درست نہیں ہو گی کیونکہ اس میں نقل متواتر موجود نہیں، اور جو متواتر نہیں اسے قرآن نہیں کہا جاسکتا، اور جس کا قرآن ہونا ثابت نہ ہو تو اس کی تلاوت نماز میں اس طرح ہے جیسے نماز میں خبر واحد (حدیث کی ایک قسم) کو پڑھنا، اسی وجہ سے اس کے پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائیگی۔

فقہائے حنابلہ کے اقوال:

حضرات حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ قراءت شاذہ کو پڑھنا مطلقا جائز نہیں، خواہ خارج نماز ہو یا داخل نماز ہو، لہذا اگر کوئی شخص نماز میں قراءت شاذہ کی تلاوت کرے تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی، چاہے فرض نماز ہو سنت ہو یا نفل نماز ہو، سب کا یہی حکم ہے، علامہ زرکشی نے البرہان فی علوم القرآن میں شیخ المالکیہ کا قول ذکر کرتے ہوئے قراءات شاذہ سے متعلق فرمایا کہ:

لَا يَجُوزُ أَنْ يُقْرَأَ بِالْقِرَاءَةِ الشَّاذَّةِ فِي صَلَاةٍ وَلَا غَيْرِهَاعَالِمًا بِالْعَرَبِيَّةِ كَانَ أَوْ جَاهِلًا وَإِذَا قَرَأَهَا قَارِئٌ فَإِنْ كَانَ جَاهِلًا بِالتَّحْرِيمِ عُرِّفَ بِهِ وَأُمِرَ بِتَرْكِهَا وَإِنْ كَانَ عَالِمًا أُدِّبَ بِشَرْطِهِ وَإِنْ أَصَرَّ عَلَى ذَلِكَ أُدِّبَ عَلَى إِصْرَارِهِ وَحُبِسَ إِلَى أَنْ يَرْتَدِعَ عَنْ ذَلِكَ-[39]

ترجمہ: جو شخص عربی دان ہو یا عربی زبان سے بالکل ناواقف ہو دونوں میں سے کسی کیلئے بھی کسی حال میں قراءات شاذہ کی تلاوت جائز نہیں، چاہے نماز میں پڑھے یا نماز کے علاوہ کسی اور وقت میں پڑھے، اگر اسے شاذہ قراءت کے حرمت کا علم نہیں تو اسے بتایا جائے کہ وہ آئندہ ایسا کرنے سے باز آجائے، اگر وہ شخص جو علم رکھتا ہے اس کے باوجود وہ شاذ قراءات کی تلاوت کرتا ہے، تو اسے سزا دی جائے، اگر وہ اصرار کرنے لگے تو اسے جیل میں ڈالدیا جائے یہاں تک وہ اپنے اس نظریہ سے توبہ کرنے لگے۔

فقہائے مالکیہ کے اقوال:

فقہائے مالکیہ کا مسلک اس سلسلے میں یہ ہے کہ نماز میں قراءات شاذہ کی تلاوت ناجائز ہے، تاہم اگر کسی نے نماز میں قراءات شاذہ کی تلاوت کی تو اس صورت میں تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ قراءت رسم عثمانی کے موافق ہو تو اس کی نماز درست ہو گی اور اگر رسم عثمانی کے خلاف ہو تو اس کی نماز باطل ہو جائیگی، کیونکہ رسم عثمانی کی مخالفت

کی وجہ سے گویا اس نے قرآن مجید کی قراءت کی ہی نہیں جو کہ فرض ہے، اس فرض کی ادائیگی رہ جانے کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائیگی، امام مالکؒ کا قراءات شاذہ کو نماز میں پڑھنے سے متعلق فتوی یہ ہے کہ:

من قرء في صلاته بقراءةابن مسعودوغيره من الصحابة ممايخالف المصحف لم يصل وراءه [40]

ترجمہ: جو شخص نماز میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی قراءت پڑھتا ہے یا اس کے علاوہ کسی ایسی صحابی کی قراءت پڑھتا ہے جو کہ مصاحف عثمانی کے مخالف ہو تو اس کی اقتداء میں نماز نہ پڑھی جائے۔

عــلامــہ ابن قــاســم المــالکیؒ:

وہ شخص جس نے شاذ قراءت پڑھنے والے کی اقتداء کی تو اس کو چاہیے کہ اسی وقت میں یا اس کے بعد اس نماز کو لوٹا دے۔[41]

عــلامــہ ابوالبــرکــات الدردیر المــالکیؒ کا قول:

علامہ ابوالبرکات الدردیر نے قراءات شاذہ سے متعلق فرمایا کہ:

وَالشَّاذُّ مَا وَرَاءَ الْعَشَرَةِ فَتَبْطُلُ الصَّلَاةُ بِهِ إنْ لَمْ يُوَافِقْ الرَّسْمَ الْعُثْمَانِيَّ. (وَصَحَّتْ بِهَا) أَيْ بِالْقِرَاءَةِ الشَّاذَّةِ (إنْ وَافَقَتْ رَسْمَ الْمُصْحَفِ) الْعُثْمَانِيِّ وَإِنْ لَمْ تَجُزْ الْقِرَاءَةُ بِهَا. [42]

ترجمہ: دس قراءات کے علاوہ سب شاذ ہیں، وہ شاذ قراءت جو رسم عثمانی کے مخالف ہو اس کی تلاوت سے نماز باطل ہو جائیگی، اور اگر وہ رسم عثمانی کے موافق ہو تو نماز ادا ہو جائے گی، اگرچہ قراءات شاذہ کی تلاوت جائز نہیں۔

فقہائے شوافع کے اقوال:

حضرات شوافع کا مسلک یہ نماز میں قراءات شاذہ پڑھنا جائز نہیں، اور نہ ہی قراءات شاذہ پڑھنے والے کی اقتداء کرنی چاہیے، ان کے ہاں قراءت شاذہ کا حکم لحن کا ہے، لہذا اگر کوئی شخص نماز میں قراءات شاذہ پڑھے تو اس صورت میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اس کے پڑھنے سے معنی میں تبدیلی واقع ہو اور اس کو معلوم بھی ہو مگر اس کے باوجود وہ اس قراءت کو پڑھے تو اس پڑھنے والے کی نماز باطل ہو جائیگی، لیکن اگر معنی میں تبدیلی کا اسے علم نہ ہو تو نماز تو فاسد نہیں ہو گی، البتہ اس کی قراءت فاسد ہو جائیگی اور اس کے ذمہ لازم ہو گا کہ وہ دوبارہ قراءت کرے، ایک صورت یہ ہے کہ قراءت شاذہ میں سے کسی ایسے مقام سے قراءت کیا کہ نہ معنی میں کوئی تبدیلی آیا اور نہ ہی حروف کی کمی یا ذیادتی لازم آئی تو ایسی صورت میں نفس نماز اور قراءت دونوں درست ہو گی، علامہ نوویؒ نے قراءات شاذہ سے متعلق فرمایا کہ:

وَلَا تَجُوزُ الْقِرَاءَةُ فِي الصَّلَاةِ وَلَا غَيْرِهَا بِالْقِرَاءَةِ الشَّاذَّةِ لِأَنَّهَا لَيْسَتْ قُرْآنًا فَإِنَّ الْقُرْآنَ لَا يَثْبُتُ إِلَّا بِالتَّوَاتُرِ وَكُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْ السبع مُتَوَاتِرَةٌ هَذَا هُوَ الصَّوَابُ الَّذِي لَا يُعْدَلُ عَنْهُ وَمَنْ قَالَ غَيْرَهُ فَغَالِطٌ أَوْ جَاهِلٌ وَأَمَّا الشَّاذَّةُ فَلَيْسَتْ مُتَوَاتِرَةً فَلَوْ خَالَفَ وَقَرَأَ بِالشَّاذَّةِ أُنْكِرَ عَلَيْهِ قِرَاءَتُهَا فِي الصَّلَاةِ أَوْ غَيْرِهَا وَقَدْ اتَّفَقَ فُقَهَاءُ بَغْدَادَ عَلَى اسْتِتَابَةِ من قرأ بالشواذ وقد ذكرت قصة فِي التِّبْيَانِ فِي آدَابِ حَمَلَةِ الْقُرْآنِ وَنَقَلَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ أَبُو عُمَرَ بْنُ عَبْدِ الْبَرِّ إجْمَاعَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى أَنَّهُ لَا تَجُوزُ الْقِرَاءَةُ بِالشَّاذِّ وَأَنَّهُ لَا يُصَلَّى خَلْفَ مَنْ يَقْرَأُ بِهَا- قال العلماء فمن قرأ بالشاذ ان كان جاهلا به أو بتحريمه عرف ذلك فان عاد إليه بعد ذلك أو كان عالما به عزر تعزيرا بليغا الي ان ينتهى عن ذلك ويجب علي كل مكلف قادر علي الانكار ان ينكر عليه فان قرأ الفاتحة في الصلاة بالشاذة فان لم يكن فيها تغير معني ولا زيادة حرف ولا نقصه صحت صلاته وإلا فلا[43]

ترجمہ: نماز میں اور غیر نماز میں قراءات شاذہ کی تلاوت اس لئے ممنوع ہے کہ یہ قرآن نہیں اور قرآن کا ثبوت صرف تواتر سے ہوتا ہے، اور قراءات سبعہ میں سے ہر ایک قراءت متواتر ہے، یہی وہ قول ہے کہ جس سے تجاوز نہیں کیا جا سکتا، اور جس شخص نے بھی اس کے علاوہ کوئی اور بات کہی ہو تو وہ ایک غلط بات کہنے والا یا جاہل انسان ہے، اور بہر حال قراءات شاذہ میں سے کوئی قراءت متواتر نہیں ہے، اگر کوئی اس بات کی مخالفت کرے اور شاذ قراءات پڑھے تو اس کی قراءت کا انکار کیا جائے گا خواہ حالت نماز میں ہو یا نماز سے باہر ہو، فقہائے بغداد ایسے شخص کو توبہ کروانے پر متفق ہیں جو شذوذ کی قراءت کرتا ہے، اور اس سلسلے میں تبیان کے اندر آداب حملۃ القرآن کے عنوان کے تحت ایک قصہ بھی بیان کیا گیا ہے، حافظ ابن عبد البرؒ نے ملت اسلامیہ کا اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ قراءات شاذہ کی تلاوت جائز نہیں اور اس کے پڑھنے والے کی اقتداء میں نماز بھی نہیں پڑھی جائے گی۔۔۔۔ اگر کسی نے نماز میں سورۃ الفاتحہ کی تلاوت قراءت شاذہ میں کی تو اس وقت دیکھا جائے گا کہ اگر معنی میں تبدیلی نہ آئی ہو اور نہ ہی کسی حرف کی کمی یا ذیادتی لازم آئی ہو تو نماز صحیح ہو گی ورنہ نہیں۔

خلاصہ بحث:

فقہائے اربعہ کی عبارات پر غور کرنے سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ تمام فقہاء کے ہاں قراءات شاذہ قرآن مجید کا حصہ نہیں بلکہ غیر قرآن ہے، اسی طرح کسی بھی فقیہ کے ہاں قرآنیت کے اعتقاد سے اس کا پڑھنا جائز نہیں، بلکہ تعلیم و تعلم اور تمیز کیلئے اس کا پڑھنا جائز ہے، اس کے علاوہ چاروں أئمہ اس بات پر متفق ہے کہ نماز میں قراءات شاذہ پڑھنا جائز نہیں، بعض فقہائے کرام نے تو اس کو حرام تک کہا ہے، جبکہ فقہائے احناف اور حنابلہ کے ہاں اس کے پڑھنے سے نماز بھی فاسد ہو جائے گی، البتہ مالکیہ کے ہاں اس وقت نماز فاسد ہو گی کہ جب وہ رسم عثمانی کے خلاف ہو اور شوافع کے ہاں اس وقت نماز فاسد ہو جائے گی جب معنی میں تغیر و تبدل لازم آئے، اور جان بوجھ کر اس کو پڑھا جائے۔

حواشی وحوالہ جات

1 پانی پتی، قاری فتح محمد۔ عنایات رحمانی 1/13، مکتبۃ القراءات لاہور۔

Pani Pati, Qari Fatah Muhammad, Enayat-e-Rehmani, Vol 1/Page13, Maktaba Al-Qiraat, Lahore.

2 ابن الجزری، شمس الدین ابوالخیر۔ منجد المقرئین ومرشد الطالبین (1 / 18)، المطبعة التجارية الكبرى [تصوير دار الكتاب العلمية]

Ibnul Jazri, Shams–Ud-Deen Abul Khair, Munjidul muqri'een, Vol 1/Page 18, Publisher: al Matbaatut Tejariah al Kubra, Picture from dar ul Kitab al elmiah.

3 ابن الجزری، شمس الدین ابوالخیر۔ منجد المقرئین ومرشد الطالبین (1/19)، المطبعة التجارية الكبرى [تصوير دار الكتاب العلمية]

Ibnul Jazri, Shams–Ud-Deen Abul Khair, Munjidul muqri'een, Vol 1/Page 19, Publisher: al Matbaatut Tejariah al Kubra, Picture from dar ul Kitab al elmiah.

4 پانی پتی، قاری فتح محمد۔ عنایات رحمانی 1/54، مکتبۃ القراءات لاہور۔

Pani Pati, Qari Fatah Muhammad, Enayat-e-Rehmani, Vol 1/Page54, Maktaba Al-Qiraat, Lahore.

5 الحصکفی، الإمام علاء الدین علی بن محمد۔ الدر المختار (1/541): دار الفکر، سعید

Al-Khaskafi, Imam Alaud Deen Ali bin Muhammad, Ad-Dur-ul- Mukhtar, Vol- 1/Page541, Publisher: Darul Fikr, Saeed.

6 ابن عابدین الشامی، محمد امین الشہیر، حاشیہ ابن عابدین۔ رد المحتار (1/541) دار الفکر، سعید

Ibn-e-Aabideen Al-Shami, Muhammad Amin Al-Shaheer, Dur rul Mukhtar, Vol -1/Page 541 Publisher: Darul Fikr, Saeed.

7 الشیخ نظام الدین، **الفتاوی الہندیہ**-(1/79) دار الفکر، رشیدیہ۔

Shaikh Nizam-Ud-Deen, Al-Fatawah Al-Hindia, Vol 1/ Page 79, Darul Fikr Rashidia.

8 النووي: أبو زكريا محيي الدين۔ المجموع شرح المهذب-(3/392) دار الفکر

Al-Navavi, Abu Zakaria Mohiud Deen, al Majmooh Sharhul Muhazzab, Vol3/Page 392, Dar Ul Fikr.

9 الشروانی، عبد الحمید مکی۔ حواشي الشرواني والعبادي (2/39) موقع یعسوب

Al- Sharwani, Abdul Hameed Makki, Hawashi Al-Sharwani Al-Ebadi, Vol 2/ Page 39, Moqa Yasoob.

10 الصاوی، احمد بن محمد۔ حاشیہ الصاوي على الشرح الصغير (1/437): موقع الاسلام

Al-Savi, Ahmad Bin Muhammad , Hashiya Al-Savi on Sharh Al-Sagheer, Vol- 1/Page 437, Moqa Al-Islam.

11 النمری، یوسف بن عبد اللہ بن محمد۔ الاستذکار-(1/1294) دار الفکر

Al-Namiri, Yousuf Bin Abdullah Bin Muhammad, Al Istizkar, Vol1/1294, Darul- Fikr.

12 الدمشقي، علاء الدين علي بن سليمان۔ الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف للمرداوي (2/58) دار إحياء التراث

Al-Dimashqi, Ala ud Deen Ali Bin Sulaiman, Al Insaf fe Marifatur Rajih minul Khilaf Lil-Mardavi, Vol 2/ Page 58, Dar al Ehya At Turas.

13 البهوتي، منصور بن يونس الحنبليؒ۔ کشاف القناع عن متن الإقناع (1/345): دار الکتب العلمیہ

Al-Bahoti, Mansoor Bin Younas Al-Hanbali, Kashaf ul Qanah, Vol 1/Page 345, Darul kutub Al-Elmia.

[14] البهوتي، منصور بن يونس الحنبليؒ۔ کشاف القناع عن متن الإقناع (1/345): دار الکتب العلمیہ

Al-Bahoti, Mansoor Bin Younas Al-Hanbali, Kashaf ul Qanah, Vol 1/Page 345, Darul kutub Al-Elmia.

15 الحرانی، احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ۔ (مجموع فتاوی ابن تیمیہ، مسائل تفسیر، فصل فی حکم اجراء القرآن علی الظاہر، 2/340)، مکتبہ ابن تیمیہ۔

Al-Harani, Ahmad Bin Abdul Haleem Bin Taimia, Fatawa Ibn-e-Taimia,,Vol 2/ Page 340, Maktaba Ibn e Tameia.

16 تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم۔ (فتاوی کبری للشیخ الاسلام: مسئلہ نمبر ۱۶۰) دار الوفاء

Taqi-Ud-deen, Abul-Abbas Ahmad Bin Abdul Haleem, Fatawa Kubra, Issue no: 160, Darul Wafa.

17 الأندلسي، الإمام أبي حيان محمد بن يوسف۔ (البحر المحيط للزركشي ۱/۴۷۴) دار الفكر، بيروت

Al-Ondlusi, imam Abi Hayan Muhammad Bin Yousuf, Al-Bahrul Moheet, , Vol 1/ Page 474, Darul Fikr Beirut.

[18] الشیخ نظام الدین، **الفتاوی الہندیة**-(1/79) دار الفکر، رشیدیة۔

Shaikh Nizam-Ud-Deen, Al-Fatawah Al-Hindia, Vol 1/ Page 79, Darul Fikr Rashidia.

[19] الحصکفی، الإمام علاء الدین علی بن محمد۔ الدر المختار (1/541): دار الفکر، سعید

Al-Khaskafi, Imam Alaud Deen Ali bin Muhammad, Ad-Dur-ul- Mukhtar, Vol 1/Page541, Publisher: Darul Fikr, Saeed.

[20] ابن عابدین الشامی، محمد امین الشہیر، حاشیہ ابن عابدین۔ رد المحتار (1/541) دار الفکر، سعید

Ibn-e- Aabideen Al-Shami, Muhammad Amin Al-Shaheer, Dur rul Mukhtar, Vol-1/Page 541 Publisher: Darul Fikr, Saeed.

[21] البهوتي، منصور بن يونس الحنبليؒ۔ کشاف القناع عن متن الإقناع (1/345): دار الکتب العلمیہ

Al-Bahoti, Mansoor Bin Younas Al-Hanbali, Kashaf ul Qanah, Vol 1/Page 345, Darul kutub Al-Elmia.

[22] العثيمين، محمد بن صالح بن محمد۔ الشرح الممتع على زاد المستقنع (3/82)، دار ابن الجوزی

Al.Usaimeen, Muhammad Bin Salih Bin Muhammad, Al-Sharhul mumtah, Vol 3/Page 82,. Dar Ibnul Juzi .

[23] البخاري، أبو عبد الله محمد بن اسماعیل۔ صحیح البخاري (6/184)، دار طوق النجاة

Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail, Sahih Al-Bukhari, Vol 6/ Page 184, Dar Taoq Aa-Najat.

[24] القشيري، الإمام أبو الحسن مسلم بن الحجاج۔ صحیح مسلم (1/561)، دار إحياء التراث العربي

Al-Qushairi, Imam Abul Hasan, Muslim Bin Al-Hajaj, Sahih Muslim, Vol 1/ Page 561 Dar Ehya Al-Turas Al-Arabi.

[25] ابن الجزری، شمس الدین ابو الخیر۔ منجد المقرئین ومرشد الطالبین(1/ 25)، المطبعة التجارية الكبرى[تصوير دار الكتاب العلمية]

Ibnul Jazri, Shams–Ud-Deen Abul Khair, Munjidul muqri'een, Vol 1/Page 25, Publisher: Al-Matbaatut Tejariah al Kubra, Picture from dar ul Kitab al elmiah.

[26] ابن الجزری، شمس الدین ابو الخیر۔ منجد المقرئین ومرشد الطالبین(1/ 27)، المطبعة التجارية الكبرى[تصوير دار الكتاب العلمية]

Ibnul Jazri, Shams–Ud-Deen Abul Khair, Munjidul muqri'een, Vol 1/Page 27, Publisher: Al-Matbaatut Tejariah al Kubra, Picture from dar ul Kitab al elmiah.

[27] ابن عابدین الشامی، محمد امین الشہیر، حاشیہ ابن عابدین۔ رد المحتار(1/ 541) دار الفکر، سعید

Ibn-e- Aabideen Al-Shami, Muhammad Amin Al-Shaheer, Dur rul Mukhtar, Vol-1/Page 541 Publisher: Darul Fikr, Saeed.

[28] الصاوی، احمد بن محمد۔ حاشیہ الصاوي على الشرح الصغير(1/ 437): موقع الاسلام

Al-Savi, Ahmad Bin Muhammad , Hashiya Al-Savi on Sharh Al-Sagheer, Vol 1/Page 437, Moqa Al-Islam.

29النمری، یوسف بن عبد اللہ بن محمد۔ الاستذکار-(1/ 1294) دار الفکر

Al-Namiri, Yousuf Bin Abdullah Bin Muhammad, Al Istizkar, Vol1/1294, Darul- Fikr.

30الدمشقي، علاء الدين علي بن سليمان۔ الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف للمرداوي(2/ 58) دار إحياء التراث

Al-Dimashqi, Ala ud Deen Ali Bin Sulaiman, Al Insaf fe Marifatur Rajih minul Khilaf Lil-Mardavi, Vol 2/Page 58, Dar al Ehya At Turas.

[31] انصاری، شیخ الاسلام زکریا۔ أسنى المطالب في شرح روض الطالب(1/ 151)، دار الکتب العلمیہ بیروت

Ansari, Shaikh-ul-Islam Zakria, Asnal Matalib fe Sharh Roz-ul-Talib, 1/151, Dar-Al Kutub Al Elmia Beirut.

[32] انصاری، شیخ الاسلام زکریا۔ أسنى المطالب في شرح روض الطالب(1/ 151)، دار الکتب العلمیہ بیروت

Ansari, Shaikh-ul-Islam Zakria, Asnal Matalib fe Sharh Roz-ul-Talib, 1/151, Dar Al Kutub Al Elmia Beirut.

[33] الھیتمي، أحمد بن محمد بن علي بن حجر۔ تحفة المحتاج في شرح المنهاج(2/ 39): دار إحياء التراث العربي- بيروت

Al-Haithami, Ahmad Bin Muhammad Bin Hajr, Tohfatul Muhtaj fe sharh Al-Minhaj Vol 2/ Page 39, Dar Al-Ehyaul Turas Al-Arabi, Beirut.

[34] الشروانی، عبد الحمید مکی۔ حواشي الشرواني والعبادي(2/ 39) موقع يعسوب

Al- Sharwani, Abdul Hameed Makki, Hawashi Al-Sharwani Al-Ebadi, Vol 2/ Page 39, Moqa Yasoob.

[35] ابن الجزری، شمس الدین ابو الخیر۔ منجد المقرئین ومرشد الطالبین(1/ 19)، المطبعة التجارية الكبرى[تصوير دار الكتاب العلمية]

Ibnul Jazri, Shams–Ud-Deen Abul Khair, Munjidul muqri'een, Vol 1/Page 19, Publisher: Al-Matbaatut Tejariah al Kubra, Picture from dar ul Kitab al elmiah.

[36] محمد علیش۔ منح الجليل شرح مختصر خليل(1/ 361): دار الفکر بیروت

Muhammad Alesh, Manhul Jalil Sharh Mukhtasar Khalil, Vol 1/Page 361, Darul-Fikr, Beirut.

[37] ابن أمير حاج، أبو عبد الله، شمس الدين محمد بن محمد بن محمد۔ التقرير والتحبير على التحرير لابن الهمام ۲/۲۱۵۔ دار الكتب العلمية

Ibn-e-Amer Haj, Abu Abdullah, Shams-Ud-Din Muhammad Bin Muhammad, Al-Taqrir Al-Tahbir , Vol 2/ Page 215, Darul-Kutub Al-Elmia.

[38] السرخسي، أبو بكر محمد بن أبي سهل۔ أصول السرخسي (1/279): دار الكتب العلميه

Al-Sarakhsi, Abu Bakr Muhammad Bin Abi-Sahl, Usool Al-Sarakhsi, Vol 1/ Page 279, Darul Kutub Al-Elmia.

[39] الزركشي، أبو عبد الله بدر الدين محمد بن عبد الله بن بهادر۔ البرهان في علوم القرآن (1/332): دار إحياء الكتب العربية

Al-Zarkashi, Abu Abdullah Badr-Ud-Deen Muhammad Bin Abdullah Bin Bahadur, Al-Burhan fe Uloomul Quran, Vol 1/ Page 332, Dar Ehyaul Kutub Al-rabia

[40] النمري القرطبي، أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد۔ (التمهيد لابن عبد البر ۸/۲۹۳) وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية المغرب۔

Al-Nimri, Al Qurtabi- Abu Umar Yousaf Bin Abdullah Bin Muhammad, Al-Tamheed le-Ibn Abdul Bar, Vol 8/ Page 293, Ministry of Endowments and Islamic Affairs, Morocco.

[41] الاصبحی، مالک بن انس بن مالک۔ (المدونۃ الکبری، کتاب الصلوۃ الاول، ۱/۸۴) دار الکتب العلمیہ

Al-Asbahi, Malik Bin Anas Bin Malik, Al-Mudawwanatul Kubra. Chapter of Salah, Part one , Vol 1/ Page no 84, Darul Kutab, Al-Elmia.

[42] احمد الصاری، بلغۃ السالک لأقرب المسالک (1/436) دار الکتب العلمیہ

Ahmad Al-Sari, Bilughat-Al-Salik , Vol 1/ Page 436, Darul Kutab, Al-Elmia.

[43] النووي: أبو زكريا محيي الدين، المجموع شرح المهذب (3/392) دار الفكر

Al-Navavi, Abu Zakaria Mohiud Deen, al Majmooh Sharhul Muhazzab, Vol 3/ Page 392, Dar Ul Fikr.